قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾

کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا[۱] کہ آپ ہر گز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے[۲]

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾

کہا اس کے بعد میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا[۳] بیشک میری طرف سے تمہارا عذر پورا ہو چکا[۴]

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ِۣاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے[۵] ان دہقانوں سے کھانا مانگا[۶] انہوں نے انہیں دعوت دینی قبول نہ کی[۷] پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے اس بندہ نے اسے سیدھا کر دیا[۸] موسیٰ نے کہا تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے[۹]

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾

کہا یہ میری اور آپ کی جدائی ہے[۱۰] اب میں آپ کو ان باتوں کا پھیر بتاؤں گا[۱۱] جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا[۱۲]

اَمَّا السَّفِیْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾

وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی[۱۳] کہ دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں[۱۴] اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا[۱۵]

وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا

اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر

(بقیہ صفحہ ۴۸۰) ہے مگر مرا آدمی زندہ نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ پہلے سے زیادہ سخت ہے۔

۱۔ یہاں لک فرمایا گیا پہلے لک نہ تھا تا کہ معلوم ہو کہ یہاں عتاب زیادہ ہے ۲۔ اس پورے واقعہ سے معلوم ہوا کہ صاحب شریعت پیغمبر دوسرے پیغمبر کے تبع ہو سکتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام صاحب کتاب ہیں مگر خضر علیہ السلام کی اتباع کے لئے ان کے پاس گئے۔ لہٰذا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر آ کر دین محمدی کی پیروی کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ قادیانی یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک نبی دوسرے نبی کی پیروی نہیں کر سکتا۔ حالانکہ اب دین عیسوی منسوخ ہو چکا ہے' اس وقت دین موسوی منسوخ نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر کے تبع ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام نبی تھے مگر وہاں کی ان کی نبوت کا ظہور نہ تھا۔ یونہی قرب قیامت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ظہور نہ ہو گا۔ حضور کے امتی ہوں گے ۳۔ اس طرح کہ مجھے اپنی صحبت سے علیحدہ کر دیں' نہ کہ آپ علیحدہ ہو جائیں' کہ یہ ادب کے خلاف ہے ۴۔ یعنی میری جانب سے تین دفعہ غلطی ہو جانے پر آپ مجھے علیحدہ فرمانے میں معذور ہوں گے۔ آپ پر وعدہ خلافی کا اعتراض نہ ہو سکے گا ۵۔ وہ بستی انطاکیہ تھی بڑا شہر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عربی میں شہر کو بھی قریہ کہتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مہمانی جان پہچان پر موقوف نہیں جو ہم سے ملنے آئے وہ مہمان ہے' اسکا حق ہے ۶۔ یعنی مہمان کا حق' نہ وہ سوال جو شان انبیاء سے دور ہے۔ اسی لئے اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان اپنا حق مہمانی طلب کر سکتا ہے ۷۔ روح البیان میں بحوالہ تفسیر کبیر ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر انطاکیہ والے حضور کی خدمت میں بہت سونا لائے اور عرض کیا کہ حضور یہ سونا قبول فرما لیں اور' ابوا کی ب کو ت بنا دیں تا کہ معنی یہ ہوں جائیں کہ انطاکیہ والے مہمانی لائے اور ہماری بدنامی نہ ہو۔ قبول نہ ہوا۔ فرمایا گیا کہ یہ کلام اللہ کی تحریف ہے ۸۔ وہ دیوار سو ہاتھ اونچی تھی۔ خضر علیہ السلام نے ہاتھ کے اشارہ سے بطور کرامت اسے سیدھا کر دیا۔ یہ دیوار جھک گئی تھی۔ گرنے کے قریب تھی۔ اسی لئے رب نے اَقَامَ' واحد کا صیغہ ارشاد فرمایا۔ اگر دونوں صاحبوں نے اینٹ گارے سے درست کیا ہوتا تو اَقَامَا تثنیہ فرمایا جاتا ۹۔ کیونکہ بے مروتوں کے ساتھ سلوک نہ کرنا چاہیے۔ نیز ہم بھوکے ہیں مزدوری کے پیسے ہمارے کام آتے ۱۰۔ یعنی یہ جدائی کا وقت ہے۔ آپ کا یہ اعتراض جدائی کا سبب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخ مرید کے' استاد شاگردوں کے ایک دو قصوروں کی معافی دیا کرے۔ پہلے ہی قصور پر صحبت سے علیحدہ نہ کر دیا کرے۔ ۱۱۔ یعنی ان کاموں کے راز اور حکمتیں بتاؤں گا تا کہ آپ مطمئن ہو کر جائیں ۱۲۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی شاگردی کرنے چاہی لیکن کی نہیں۔ نہ اس علم پر بعد میں آپ نے عمل کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو کہہ دیا کہ تم سے زیادہ جاننے والے بندے بھی ہیں ۱۳۔ جس میں وہ مزدوری کرتے تھے' نہ ان کی ملکیت کیونکہ مسکین وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو' یا انہیں محتاج کہا گیا' ترحم کے لئے۔ اس لئے آگے ارشاد ہوا یعملون بالبحر غرض یہ کہ یہ آیت امام ابو حنیفہ کے خلاف نہیں ۱۴۔ معلوم ہوا کہ عیب کو رب کی طرف نسبت نہ کرنی چاہیے۔ اسی لئے آپ نے اس کو صرف اپنی طرف نسبت کر کے اردت فرمایا یعنی میں نے چاہا ورنہ سب کچھ رب کی مرضی سے آپ نے کیا تھا ۱۵۔ اور عیب دار کشتی کو چھوڑ دیتا۔ لہٰذا آپ نے کشتی عیب دار کر دی تاکہ ان غریبوں کو بچ رہے' یہ پھر اس کی مرمت کر لیں اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح کے لئے دوسرے

وَّكُفْرًا ۝۸۰ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ

چڑھا دے گا تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی

اَقْرَبَ رُحْمًا ۝۸۱ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ

میں قریب عطا کرے رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی

فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا

اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی

صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور

كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ؕ

اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا

ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝۸۲ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

یہ پھیر ہے ان باتوں کا جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا اور تم سے ذوالقرنین

عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝۸۳

کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ میں تمہیں اس کا مذکور پڑھ کر سناتا ہوں

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ۝۸۴

بے شک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝۸۵ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

تو وہ ایک سامان کے پیچھے چلا یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا

تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۬ؕ قُلْنَا

اسے ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا پایا اور وہاں ایک قوم ملی ہم نے فرمایا

يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ

اے ذوالقرنین یا تو تو انہیں عذاب دے یا ان کے ساتھ بھلائی اختیار

(بقیہ صفحہ ۴۸۱) کی چیز میں بلا اس کی اجازت تصرف کرنا جائز ہے 'اگر کسی کے گھر میں آگ لگ جاوے تو اس سے بغیر پوچھے کچھ حصہ گرا دینا جائز بلکہ ثواب ہے۔ اس بادشاہ کا نام جلندی بن کر تھا جو اندلس کی بستی قرطبہ کا بادشاہ تھا۔ کشتی کے مزدور اس سے بے خبر تھے۔ معلوم ہوا کہ بادشاہ کو رعایا کی چیز جبراً لینا غصب میں داخل اور حرام ہے۔ مالی جرمانے حرام اور ان کی نیلام خرید ناحرام ہے کہ یہ غیر مالک کی فروخت ہے۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اولیاء کو لوگوں کے انجام اور سعادت و شقاوت کا پتہ ہوتا ہے کیونکہ حضرت خضر کو اس بچے کی شقاوت کی خبر تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا ۲۔ معلوم ہوا کہ اللہ رسول کے لئے ایک ہی صیغہ جمع کا استعمال ہو سکتا ہے' کیونکہ فاردنا میں جمع سے مراد خضر علیہ السلام اور رب تعالیٰ ہے ۳۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان ماں باپ کو ایک نیک بیٹی عطا کی جو ایک پیغمبر کے نکاح میں آئی اور اس بیٹی کی اولاد میں ستر پیغمبر ہوئے (روح) اس جیسور نامی بچے کی ماں کا نام سہوی اور باپ کا نام زبیر تھا۔ خیال رہے کہ خوف کفر پر قتل کر دینا اب کسی ولی یا عالم کو جائز نہیں۔ یہ حضرت خضر کی خصوصیات میں سے تھا ۴۔ جن کے نام احرم اور حریم تھے۔ ان کے آٹھویں باپ کا نام کاشح تھا جو صالح اور سیاح تھا۔ سونا' چاندی اس دیوار کے نیچے دفن تھا جس کے وارث یہ بچے تھے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ باپ کی نیکی اولاد کے کام آتی ہے وسیلہ کا ثبوت ہوا اور نبی امت کے مثل باپ کے ہیں تو انشاء اللہ حضور کی نیکیاں ہم گنہگاروں کے کام آئیں گی رب فرماتا ہے۔ وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ تو نبی کی نیکیوں میں ہمارا بھی حصہ ہے خیال رہے کہ وہ ان بچوں کا آٹھواں باپ تھا جیسا صواعق محرقہ میں ہے' روح البیان میں ہے کہ حرم شریف کے کبوتر اس کبوتری کی اولاد ہیں جس نے ہجرت کی رات غار ثور پر انڈے دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کبوتری کی برکت سے اس کی اولاد کا اتنا احترام فرمایا تو قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا کتنا احترام ہو گا ۶۔ معلوم ہوا کہ اگر باغ فدک حضور کی میراث اور فاطمہ زہرا کا حق ہوتا تو اللہ تعالیٰ ضرور بی بی فاطمہ کو دلواتا۔ اسے کوئی نہ لے سکتا جب اس نیک باپ کی میراث کی حفاظت کے لئے حضرت خضر کو بھیجا' دیوار بنوا کر اس کو محفوظ کر دیا' تو حضرت فاطمہ کی میراث یونہی ضائع کروا دی یہ ناممکن ہے' معلوم ہوا کہ باغ فدک وغیرہ حضور کی میراث تھی ہی نہیں بلکہ وقف تھیں ۷۔ معلوم ہوا کہ یتیم صرف نابالغ کو کہتے ہیں' بالغ یتیم نہیں کہلاتا۔ ۸۔ جو ان بچوں پر رب نے فرمائی ان کے باپ کے وسیلہ سے کہ ایک نبی کو ان کی ٹوٹی ہوئی دیوار ٹھیک کرنے کے لئے بھیجا۔ سبحان اللہ! وسیلہ بڑی اعلیٰ چیز ہے ۹۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے الہام اور اس کی وحی سے کیا۔ خیال رہے کہ خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے مگر حق یہ ہے کہ وہ نبی ہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو ولی کا شاگرد بنانا بہت بعید سا ہے۔ جو لوگ اس آیت کی بنا پر ولی کو نبی سے افضل جانتے ہیں وہ کافر ہیں (مدارک) خضر و الیاس علیہما السلام زندہ ہیں (خازن) ۱۰۔ یہ کہہ کر خضر علیہ السلام نے حسب ذیل وصیتیں فرما کر موسیٰ علیہ السلام کو رخصت کیا۔ تم خلق کے نافع بنو۔ مضر نہ بنو' ہمیشہ ہشاش بشاش چہرہ رکھو' منہ چڑھائے نہ رہو' لوگوں کی خوشامد نہ کرو۔ بلاوجہ کہیں نہ جاؤ' زیادہ نہ ہنسو۔ کسی گنہگار کو اس کی توبہ کے بعد عار نہ دلاؤ۔ ہمیشہ اپنی خطا پر رویا کرو۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ آخرت کی فکر رکھو۔ (روح) ۱۱۔ یہود نے بطور امتحان حضور سے پوچھا تھا کہ وہ کون بادشاہ ہے جس نے مشرق و مغرب کی سیر کی' اس پر یہ

(بقیہ صفحہ ۴۸۲) آیت اتری ۱۲۔ ذوالقرنین کا نام اسکندر بن فیلقوس یونانی تھا۔ ساری دنیا کے آپ بادشاہ ہوئے' خضر علیہ السلام آپ کے خالہ زاد بھائی اور وزیر تھے۔ بعض علماء نے آپ کو نبی مانا ہے۔ کل چار بادشاہ تمام دنیا کے مالک ہوئے۔ دو مومن حضرت سلیمان اور سکندر ذوالقرنین دو کافر' بخت نصر اور نمرود۔ ذوالقرنین کی عمر سولہ سو برس ہوئی۔ بیت المقدس کے قریب قریہ زور میں وفات پائی۔ آپ کو ذوالقرنین اسی لئے کہتے ہیں کہ آپ نے سورج کے دونوں قرنوں یعنی مشرق و مغرب کی سیر فرمائی۔ ۱۳۔ یعنی ضروریات سلطنت میں سے ہر ضروری چیز ہم نے انہیں بخشی ۱۴۔ یعنی ایک خاص مقصد لے کر آپ روانہ ہوئے۔ یہاں سبب سے مراد سبب سفر اور سامان سے مراد کوئی خاص مقصد سفر ہے یا سبب سے مراد راستہ ہے ۱۵۔ یعنی جانب مغرب میں آبادی ختم ہونے کی جگہ جس کے آگے آبادی نہ تھی نہ آبادی ہو سکتی تھی کیونکہ برف کی دلدل تھی۔ لہٰذا یہ آیت سائنس کے خلاف نہیں' زمین و آسمان گول ہیں' سورج کسی وقت درحقیقت ڈوبتا نہیں بلکہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے ۱۶۔ یعنی محسوس یہ ہوا کہ اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کی طرف سردی اتنی ہوتی ہے کہ وہاں پانی برف کی دلدل بن گیا ہے یہاں دن رات ایک سال کا ہوتا ہے۔ آفتاب ڈوبتے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس دلدل میں ڈوب رہا ہے۔ جیسے سمندر کے مسافر کو سورج پانی میں ڈوبتا معلوم ہوتا ہے ۱۷۔ معلوم ہوا کہ بعض بندے رب کی طرف سے مختار ہوتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے ذوالقرنین کو دونوں چیزوں کا اختیار دیا۔ جسے چاہیں سزا دیں جسے چاہیں بخشیں۔

۱۔ یعنی جو کفر پر قائم رہے گا اور ہماری تبلیغ کے باوجود ایمان نہ لائے گا اسے ہم قتل کریں گے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر و مرتد کو جو دنیا میں سزا مل جاتی ہے یہ آخرت کی سزا میں شمار نہ ہوگی۔ وہاں کی مستقل سزا علیحدہ ہے ۳۔ یعنی اس سے کام آسان لیں گے اور اجرت اچھی دیں گے۔ معلوم ہوا کہ مومن ہر آسانی کا مستحق ہے ۴۔ یعنی وہاں سے واپس ہو کر مشرق کی طرف چلے' ممالک فتح کرنے کے لئے یا چشمہ آب حیات کی تلاش میں' بلکہ روایات میں ہے کہ آپ کو چشمہ آب حیات میسر نہ ہوا خضر علیہ السلام کو میسر ہوا۔ بعض نے کہا کہ سکندر بھی اگرچہ وہاں پہنچ گئے مگر مصلحتاً نہ پیا۔ (از خزائن) ۵۔ یعنی مشرق کی جانب وہ جگہ جہاں انسانی آبادی ختم تھی' ورنہ زمین گول ہے' ہر جگہ آفتاب کا مشرق ہے

۶۔ یعنی نہ وہاں کوئی درخت یا عمارت تھی' نہ ان لوگوں کے جسم پر کپڑا۔ زمین وہاں کی اتنی نرم تھی کہ اس پر کوئی عمارت بن نہ سکتی تھی' یہ لوگ دن چڑھے غاروں میں چھپ رہتے اور سورج ڈھلے نکل کر کام کاج کرتے۔ مچھلی گزارہ کرتے تھے ۷۔ یعنی سامان جنگ' بے شمار لشکر' سامان سلطنت' یا حکمرانی کی قابلیت سکندر کے پاس اس قدر تھی کہ اس کو ہم ہی جانتے ہیں' تمہارے وہم و گمان میں نہیں آسکتا ۸۔ مشرق و مغرب کے درمیان کا راستہ یعنی جانب شمال روانہ ہوئے۔ ۹۔ جہاں جانب شمال انسانی آبادی ختم ہو جاتی تھی وہاں دو بڑے عالیشان پہاڑ دیکھے جن کے اس طرف قوم یاجوج ماجوج آباد تھی۔ دو پہاڑوں کے بیچ کے راستہ سے اس طرف آکر قتل و غارت کیا کرتی تھی۔ یہ جگہ ترکستان کے مشرقی کنارہ پر واقعہ تھی (روح) ۱۰۔ کیونکہ ان کی بولی عجیب و غریب تھی' نہ وہ کسی کی سمجھتے تھے' نہ ان کی کوئی سمجھتا تھا۔ ان لوگوں نے اشاروں کنایوں سے کچھ کام چلایا۔ ۱۱۔ یا اشاروں سے سمجھایا' یا کوئی ترجمان ایسا مل گیا جو سکندر کی اور ان لوگوں کی زبان جانتا تھا۔ یا سکندر کو رب تعالیٰ نے تمام زبانوں کا علم بخشا تھا' انہیں کسی زبان کے سمجھنے بولنے میں

حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ

کرے عرض کی کہ وہ جس نے ظلم کیا اسے تو ہم عنقریب سزا دیں گے ۱ پھر اپنے

اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

رب کی طرف پھیرا جائے گا وہ اسے بری مار دیگا ۲ اور وہ جو ایمان لایا اور نیک

صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا

کام کیا تو اس کا بدلہ بھلائی ہے اور عنقریب ہم اسے آسان کام کہیں

يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ

گے ۳ پھر ایک سامان کے پیچھے چلا ۴ یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا

اسے ایسی قوم پر نکلتا پایا ۵ جن کے لئے ہم نے سورج سے کوئی آڑ نہیں رکھی ۶

سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ

Page-483.bmp

بات یہی ہے اور جو کچھ اس کے پاس تھا سب کو ہمارا علم محیط ہے ۷ پھر ایک

اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ

سامان کے پیچھے چلا ۸ یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا ۹

مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾

ان سے ادھر کچھ ایسے لوگ پائے کہ کوئی بات سمجھتے معلوم نہ ہوتے تھے ۱۰

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ

انہوں نے کہا ۱۱ اے ذوالقرنین بے شک یاجوج و ماجوج زمین میں فساد مچاتے

فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ

ہیں ۱۲ تو کیا ہم آپ کے لئے کچھ مال مقرر کر دیں اس پر کہ آپ ہم میں

بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ

اور ان میں ایک دیوار بنا دیں ۱۳ کہا وہ جس پر مجھے میرے رب نے قابو دیا ہے

(بقیہ صفحہ ۴۸۳) دشواری نہ تھی ۱۲ے یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ بہت شہ زور اور بڑے فسادی تھے۔ اس طرف آ کر ان لوگوں کے کھیت و باغات اجاڑ جاتے' خشک چیزیں لے جاتے اور سانپ بچھو تک کھا جاتے تھے۔ انسانوں اور درندوں تک کو کھا لیتے تھے۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ سام' حام' یافث' عرب و روم' سام کی اولاد ہیں۔ حبشی اور قوم نوبہ حام کی اولاد' اور ترک و یاجوج و ماجوج یافث کی اولاد۔ (روح) یاجوج ماجوج ایسے قد آور تھے کہ ان میں لمبے آدمی کا قد ایک سو بیس گز تھا (روح) تمام جسم بالوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ۱۳ے یعنی مال ہم سے لیں اور انتظام آپ کریں۔ ایسی دیوار بنا دیں جس سے یاجوج ماجوج ادھر نہ آ سکیں اور ہم امن میں ہو جائیں

فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ اٰتُوْنِيْ

بہتر ہے سلہ تو میری مدد طاقت سے کرو سلہ میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنا دوں سلہ میرے

زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ

پاس لوہے کے تختے لاؤ سلہ یہاں تک کہ جب وہ دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کر

انْفُخُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ

دی کہا دھونکو یہاں تک کہ جب اسے آگ کر دیا کہا لاؤ میں اس پر گلا ہوا تانبا انڈیل

قِطْرًا ؕ ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ

دوں سلہ تو یاجوج و ماجوج اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ

نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ

کر سکے سلہ کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آئیگا

جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ؕ ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ

اسے پاش پاش کر دے گا سلہ اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے سلہ اور اس دن ہم انہیں

يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ

چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر ریلا آوے گا سلہ اور صور پھونکا جائیگا تو ہم سب

جَمْعًا ۙ ﴿٩٩﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۙ ﴿١٠٠﴾

کو اکٹھا کر لائیں گے سلہ اور ہم اس دن جہنم کافروں کے سامنے لائیں گے سلہ

الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا

وہ جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا اور حق بات

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ؕ ﴿١٠١﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ

سن نہ سکتے تھے سلہ تو کیا کافر سلہ یہ سمجھتے ہیں کہ میرے

يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا

بندوں کو سلہ میرے سوا حمایتی بنا لیں گے سلہ بے شک ہم نے کافروں کی

ع ١١ | ٢

ا۔ یعنی مجھے رب تعالیٰ نے ہر قسم کا سامان اور دولت بخشی ہے' تم سے کچھ لینے کی حاجت نہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے خلاف نہیں۔ اللہ کے مقابل مددگار ڈھونڈنا شرک ہے۔ ذوالقرنین نے اس کام میں رعایا سے مدد مانگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۳۔ یعنی مال و سامان ہم خرچ کریں گے جسمانی کام تم کرو۔ یا اجرت لے کر یا یونہی رضا کارانہ طور پر دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ وہ لوگ تو مال دینے پر بھی آمادہ تھے۔ ۴۔ چنانچہ پانی تک بنیاد کھدوائی۔ پگھلے ہوئے تانبے کے پتھر جمائے۔ اور لوہے کے تختے اوپر نیچے چنے جن کے درمیان میں لکڑی اور کوئلہ بھر دیئے' جن میں آگ لگا دی گئی' جس سے لوہا پگھل کر ایک جان ہو گیا' اس طرح وہ دیوار اونچی کر کے پہاڑ کے برابر کر دی گئی ۵۔ تاکہ یہ گلا ہوا تانبہ اس دیوار کا پلاستر بن جاوے۔ جیسے آج کل دیوار پر سیمنٹ ۶۔ یعنی دیوار اونچی اور چکنی ہونے کی وجہ سے وہ چڑھ نہ سکے اور سخت مضبوط ہونے کی وجہ سے سوراخ نہ کر سکے ۷۔ معلوم ہوا کہ ذوالقرنین کو رب تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا تھا کہ قریب قیامت جو واقعہ ہونے والا تھا یعنی اس دیوار کا پاش پاش ہو جانا' یاجوج ماجوج کا نکلنا' آپ نے اسی وقت ارشاد فرما دیا۔ چنانچہ قریب قیامت ایسا ہی ہو گا ۸۔ حدیث شریف میں ہے کہ یاجوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو کھودتے ہیں' جب قریب ٹوٹنے کے آتی ہے تو کہتے ہیں چلو باقی کل پھر کھودیں گے جب دوسرے دن آتے ہیں تو وہ دیوار پہلے سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے بحکم پروردگار' قریب قیامت میں وہ کہیں گے چلو کل توڑیں گے انشاء اللہ' انشاء اللہ کی وجہ سے دوسرے دن انہیں دیوار ویسے ہی ٹوٹی ملے گی۔ جیسی کل چھوڑ گئے تھے۔ چنانچہ وہ اسے گرا لیں گے اور اس طرف آ جائیں گے' بڑا فساد مچائیں گے' سوا بیت المقدس' مدینہ طیبہ' مکہ مکرمہ کے باقی ہر جگہ پہنچیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہلاک ہوں گے (خزائن) ۹۔ زیادہ تعداد کی وجہ سے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ یاجوج ماجوج قریب قیامت نکلیں گے ۱۱۔ اس طرح کہ دوزخ کافروں کو سامنے نظر آوے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مومنوں کو دوزخ کا پتہ بھی نہ لگے گا۔ ان سے چھپی رہے گی۔ ۱۲۔ کیونکہ ان کے دلوں میں حضور کا بغض تھا جس دل میں قرآن والے محبوب سے الفت نہ ہو' وہاں قرآن کیسے پہنچے' ۱۳۔ یہود و نصاریٰ یا تمام کفار ۱۴۔ یعنی حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو یا بتوں کو' کیونکہ سب ہی اللہ کے بندے ہیں ۱۵۔ خیال رہے کہ دون کے لغوی معنی ہیں قصر (مفردات راغب) یعنی علیحدگی اور کٹ جانا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمُقَصِّرِيْنَ لہٰذا من دون اللہ وہ ہے جو خدا سے علیحدہ ہو کٹا ہوا ہو یعنی بے تعلق پھر من دون اللہ دو قسم کے ہیں۔ واقعی' اور کفار کے عقیدے میں واقعی من دون اللہ تو بت وغیرہ ہیں۔ دوسرے من دون اللہ۔

جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ
مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے لہ تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل

اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
کون ہیں ان کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی

وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں ته یہ لوگ جنہوں نے

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا
اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا ته تو ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے ته

نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ
تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے ته یہ انکا بدلہ ہے جہنم

بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ
اس پر کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی ته بیشک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ
جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے فردوس کے باغ

جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ
ان کی مہمانی ہے ته وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا نہ

عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ
چاہیں گے ته تم فرمادو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کیلئے سیاہی

رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ
ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی ته

جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
اگرچہ ہم ویسا ہی اور اسکی مدد کو لے آئیں له تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں لہ تو میں تم جیسا ہوں

(بقیہ صفحہ ۴۸۴) وہ نبی ولی جن میں کفار نے خدائی مان کر رب سے بے تعلق مان لیا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے عقیدے میں۔ لہٰذا یہ انبیاء ان کے عقیدے میں تو من دون اللہ ہیں مگر واقع میں اولیاء اللہ۔ اسی لئے رب نے انبیاء کے اختیار کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا بِاِذْنِیْ یا بِاِذْنِ اللّٰہِ نبی کو رب کا بندہ اور اس سے متعلق مانو تو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ادھر سے بے تعلق ہو کر کچھ نہیں کر سکتے۔ بجلی کا تار پاور ہاؤس سے متعلق ہو کر سب کچھ کر سکتا ہے' اس سے کٹ کر کچھ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَ لَا یَجِدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ وَلِیًّا نیز فرماتا ہے۔ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِہِمْ حِجَابًا اور فرماتا ہے خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور فرماتا ہے وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ان سب آیات میں دُوْن بمعنی علیحدہ' جدا اور دور ہے۔

ا۔ قرآن کریم میں اکثر من دون اللہ مردود ان بارگاہ الٰہی پر بولا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ خدا کے پیارے ہیں' اولیاء من دون اللہ وہ بت اور دشمنان خدا ہیں جنہیں مشرکین نے معبود بنا رکھا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ نیز فرماتا ہے۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ان سب آیتوں میں بت ہی مراد ہیں' رب فرماتا ہے۔ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ اور فرماتا ہے۔ اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یہاں دون سے مراد مقابل ہے' اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کو اس آیت سے کوئی نسبت نہیں۔ یا آیت کا مقصد یہ ہے کہ مجھے ناراض کر کے میرے نبیوں کو دوست بنانے کا دعوٰی کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ میرے نبیوں' ولیوں کو معبود بناتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت کرنی کفر ہے' خواہ نبی ولی کی پوجا کی جاوے' یا بتوں کی معبود صرف رب تعالیٰ ہی ہے کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدکار سے زیادہ بدنصیب وہ نیک کار ہے جو محنت مشقت اٹھا کر نیکیاں کرے مگر اس کی کوئی نیکی اس کے کام نہ آوے' وہ دھوکے میں رہے کہ میں نیک کار ہوں۔ خدا کی پناہ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں' اور کفر نیکی برباد کر دیتا ہے۔ لہٰذا حضور کی ادنیٰ سی بے ادبی بھی کفر ہے' کیونکہ حضور کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنے پر ضبطی اعمال ہو جاتی ہے رب فرماتا ہے۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۴۔ معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں کیونکہ جو شاخ درخت سے کٹ جاوے وہ پانی سے ہری نہیں ہو سکتی۔ جس نے پیغمبر سے رشتہ غلامی توڑ دیا وہ کسی نیکی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ مومن کی معمولی نیکی بھی کارآمد ہے کیونکہ یہ درخت سے وابستہ ہے ۵۔ یا اس طرح کہ ان کفار کے نیک اعمال تولے ہی نہ جائیں گے' ان کے لئے میزان ہو گی ہی نہیں' یا یہ کہ تولے تو جائیں گے مگر ان میں کوئی وزن نہیں ہو گا۔ دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں مگر میزان میں کچھ نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے۔ دیکھو' کوفہ کے خوارج بڑے عابد و زاہد تھے' مگر بحکم حدیث اسلام سے خارج ہو گئے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفروں سے بڑھ کر کفر نبی کی توہین اور ان کا مذاق اڑانا ہے جس کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ اور علماء دین نبی کے نائب ہیں' ان کی توہین درپردہ نبی کی توہین ہے (روح) ۷۔ فردوس' جنت کے تمام طبقوں میں اعلیٰ طبقہ ہے' سب سے اونچا' اس کے اوپر عرش الٰہی ہے جہاں سے اس میں نہریں آتی ہیں۔ مہمانی اس لئے فرمایا کہ وہاں جنتی مومنوں کی خاطر تواضع مہمانوں کی طرح ہو گی' ورنہ وہ لوگ اس کے مالک ہوں گے اور دائمی مالک ۸۔ جیسے دنیا میں لوگ بری جگہ چھوڑ کر اچھی جگہ لیتے رہتے ہیں' جنت میں ایسا نہ ہو گا' وہاں ہر جگہ اچھی ہو گی ۹۔ شان نزول :۔ ایک بار یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے قرآن کی دو آیتیں آپس میں متقابل ہیں

(بقیہ صفحہ ۴۸۵) ایک جگہ ہے کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا۔ دوسری جگہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے بہت خیر دی گئی۔ ہم کو تو حکمت دی گئی۔ پھر ہمیں تھوڑا علم کیسے ملا۔ اسی پر یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ مخلوق کا علم کتنا ہی زیادہ ہو لیکن رب کے علم کے مقابل بہت ہی تھوڑا ہے۔ یہاں کلمات الٰہی سے مراد اللہ کا علم' اس کی حکمت ہے' ۱۰۔ یہاں دو سمندروں کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں سات سمندر کا۔ معلوم ہوا کہ رب کے علوم غیر متناہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے علوم رب کے علم کے مقابل وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو قطرے کو سمندر سے ہے کیونکہ وہ متناہی کی متناہی سے نسبت ہے اور یہ متناہی کی غیر متناہی سے۔

يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ

مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جسے اپنے رب

يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ

سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں

بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾

کسی کو شریک نہ کرے

آیاتہا ۹۸ | ۱۹ سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ۴۴ | رکوعاتہا ۶

سورۃ مریم مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ۹۸ آیتیں' ۷۸۰ کلمے اور ۳۸۰۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

كهيعص ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾

یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر کی

إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ

جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا عرض کی اے میرے رب میری ہڈی

الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ

کمزور ہو گئی اور سر سے بڑھاپے کا بھبوکا پھوٹا اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر

رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَ

کبھی نامراد نہ رہا اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے اور

كَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾

میری عورت بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھائے

يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾

وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے رب اسے پسندیدہ کر

بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ کلمۃ اللہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام اور کلمات اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور کے محامد و اوصاف تحریر سے باہر ہیں۔ ۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ جمال کبریا ہیں اور آئینہ میں تب ہی پورا عکس آتا ہے جب کہ اس کی ایک جانب شفاف ہو اور دوسری جانب مسالہ ہو۔ حضور ایک طرف نور ہیں' دوسری طرف آپ پر بشریت کا غلاف ہے تاکہ مکمل آئینہ ہوں۔ یہاں بشریت والی جانب کا ذکر ہے اور قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ میں دوسری جانب کا۔ قل فرما کر اشارۃً بتایا گیا کہ اپنے کو تواضعًا بشر صرف تم ہی کہہ سکتے ہو۔ دوسرے کو یہ کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ۔ بادشاہ اپنی رعایا سے کہے کہ میں تمہارا خادم ہوں تو یہ اس کا کمال ہے۔ مگر دوسرا کہے تو سزا پائے گا۔

ا۔ یعنی میں بشر صاحب وحی ہوں' جیسے کہا جاوے کہ انسان حیوان ناطق ہے ناطق نے انسان کو تمام جانوروں سے ممتاز کر دیا۔ ایسے ہی وحی نے حضور کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا۔ مثلیت صرف بشریت یعنی ظاہری چہرے مہرے میں ہے جیسے جبریل جب شکل بشری میں آتے تھے تو کپڑے' سفید اور بال سیاہ رکھتے تھے۔ اس کے باوجود وہ نور تھے۔ ایسے ہی حضور ظاہری چہرے مہرے میں بشر' حقیقت میں نور ہیں۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ خیال رہے کہ انبیاء نے اپنے کو ظالم۔ ضال خطاوار وغیرہ فرمایا ہے۔ اگر ہم یہ الفاظ ان کی شان میں بولیں تو کافر ہو جائیں۔ ایسے ہی حضور سے فرمایا گیا کہ اپنے کو بشر کہو۔ اگر ہم برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہیں تو بے ایمان ہیں۔ جیسے قرآن میں عربی حروف ہیں مگر بے مثال ہیں لہٰذا کتاب اللہ ہے۔ یونہی حضور میں بشری صفات ہیں پھر بے مثال ہیں لہٰذا رسول اللہ ہیں۔ اس بے مثالیت کو يُوْحٰٓى اِلَيَّ نے بیان فرمایا ۲۔ یعنی جو رب کا دیدار چاہے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ سب سے کلام فرمائے گا مگر دیدار الٰہی صرف مسلمانوں کو ہو گا ۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی سورہ کہف کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے' وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے اور جو کوئی ہفتہ میں ایک بار پوری سورۃ کہف پڑھے تو ایک ہفتہ تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے (خزائن) ۴۔ زکریا علیہ السلام رجعیم بن سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی اولاد سے ہیں۔ یہ حضرات حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حضرت ہارون لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک و صالح بیٹا اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ رب نے اس سورۃ میں فرزند صالح کو رحمت فرمایا۔ خصوصًا جب کہ بڑھاپے میں عطا ہو ۵۔ معلوم ہوا کہ دعا میں آہستگی بہتر ہے' رب فرماتا ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اس دعا کے وقت آپ کی عمر شریف اسی برس تھی۔ اولاد کوئی نہ تھی ۶۔ یعنی میں اتنا بوڑھا ہو چکا ہوں کہ ہڈی جیسی مضبوط چیز بھی کمزور ہو گئی۔ پھر گوشت و پوست کا کیا پوچھنا۔ خلاصہ یہ کہ بڑھاپے کی کمزوری حد

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ

اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں [۱] ایک لڑکے کی جن کا نام یحییٰ ہے اسکے پہلے ہم نے

مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ

اس نام کا کوئی نہ کیا [۲] عرض کی اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا میری

امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿۸﴾ قَالَ كَذٰلِكَ

عورت تو بانجھ ہے [۳] اور میں بڑھاپے سے سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا [۴] فرمایا ایسا ہی ہے

قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ

تیرے رب نے فرمایا وہ مجھے آسان ہے اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے اس وقت

وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ

بنایا جب تو کچھ بھی نہ تھا [۵] عرض کی اے میرے رب مجھے کوئی نشانی دیدے [۶] فرمایا تیری نشانی

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿۱۰﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ

یہ ہے کہ تو تین رات دن لوگوں سے کلام نہ کرے بھلا چنگا ہو کر [۷] تو اپنی قوم پر مسجد سے

Page-487.bmp

مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۱۱﴾

باہر آیا [۸] تو انہیں اشارہ سے کہا کہ صبح و شام تسبیح کرتے رہو [۹]

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿۱۲﴾

اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام [۱۰] اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی [۱۱]

وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ

اور اپنی طرف سے مہربانی اور ستھرائی اور کمال ڈر والا تھا [۱۲] اور اپنے ماں باپ سے اچھا

وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ

سلوک کرنے والا تھا زبردست [۱۳] نافرمان نہ تھا اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس

يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ

دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا [۱۴] اور کتاب میں مریم کو یاد کرو [۱۵]

(بقیہ صفحہ ۴۸۶) کو پہنچ گئی۔ ۷۔ یعنی سر کے تمام بال سفید ہو چکے ہیں۔ کوئی سیاہ نہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال شریف سفید ہوئے تھے ۸۔ یعنی آج تک تو نے تمام دعائیں قبول فرمائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مقبول الدعا ہوتے ہیں' اسی لئے ان سے دعائیں کرائی جاتی ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا کے وقت اپنی عجز و معذوری کا ذکر کرنا بہتر ہے۔ دوسرے یہ کہ مولیٰ تعالیٰ کے گزشتہ انعاموں کا ذکر بھی سنت انبیاء اور قبولیت دعا کا ذریعہ ہے گویا اس صورت میں بندہ رب کے کرم کو کرم کا ذریعہ بناتا ہے ۹۔ کہ میرے چچا زاد بھائی میرے بعد دین کو بگاڑ دیں گے' کیونکہ وہ لوگ بنی اسرائیل میں بد ترین لوگ تھے۔ (روح خزائن) غرضیکہ یہ دعا دین کے لئے ہے ۱۰۔ آپ کی زوجہ کا نام ایشاع بنت فاقوذ ہے۔ آپ حضرت حنہ کی بہن ہیں اور حنہ حضرت مریم کی والدہ ہیں۔ لہٰذا آپ حضرت مریم کی خالہ اور زکریا علیہ السلام بی بی مریم کے خالو ہوئے۔ اس وقت حضرت ایشاع کی عمر بھی ستر برس سے زیادہ تھی۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کی دعا کرنا سنت انبیاء ہے مگر اس لئے کہ وہ توشہ آخرت ہو۔ ہاں بیٹی پیدا ہونے پر غم کرنا کفار کا طریقہ ہے ۱۲۔ علم اور نبوت میں نہ کہ مال میں' کیونکہ انبیاء کا مال میراث نہیں۔ اسی لئے مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد یا نائب کرنے کی کوشش کرنا برا نہیں۔ لہٰذا امیر معاویہ کو اس وجہ سے طعن نہیں کر سکتے کہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولیعہد کیا۔ کیونکہ یزید کا فسق امیر معاویہ کے بعد ظاہر ہوا۔ ۱۳۔ یعنی اسے نبوت سے سرفراز فرما۔

۱۔ رب تعالیٰ نے بذریعہ فرشتوں کے حضرت زکریا سے یہ فرمایا۔ دوسری جگہ ہے فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے ۲۔ یعنی جیسے ان کا نام بے مثال ہے ایسے ہی ان کے بعض کام بھی بے مثال ہوں گے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ بے مثال تارک الدنیا اور عابد و زاہد تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم لوگ اپنے بچوں کا نام خود رکھتے ہیں مگر نبیوں کے نام رب تعالیٰ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے نام و کام کا کفیل ہوتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ہمارے حضور کے بارے میں فرمایا تھا۔ اِسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ان کا اسم شریف احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم ۳۔ آیا ہم دونوں جوان کئے جاویں گے' یا اسی حالت میں ہی بچہ دیا جائے گا۔ اس میں رب کی قدرت کا انکار نہیں۔ اس کا جواب ملا کہ كَذٰلِكَ یعنی اسی حالت بڑھاپے میں آپ کو فرزند عطا ہو گا ۴۔ یعنی آپ اور آپ کی بیوی صاحبہ بڑھے ہی رہیں گے اور بیٹا عطا ہو گا آپ کی جوانی واپس نہ ہو گی ۵۔ لہٰذا جو نیست کو ہست کر سکتا ہے' وہ بڑھاپے میں اولاد بھی بخش سکتا ہے کوئی تعجب نہیں ۶۔ جس سے مجھے اپنی زوجہ کے حاملہ ہونے کی خبر ہو جائے اور میں اس وقت سے تیرے شکر میں مشغول ہو جاؤں ۷۔ یعنی آپ کی زبان صرف ذکر اللہ کرے گی۔ لوگوں سے کلام نہ کرے گی۔ معلوم ہوا کہ آپ کو گنگ کی بیماری نہ ہو گی کیونکہ انبیاء کرام اس بیماری سے محفوظ ہیں اس لئے سویا فرمایا۔ ۸۔ یعنی آپ مسجد میں اپنے خاص مصلے سے نماز فجر ادا کرنے کے لئے آئے' جہاں نمازی آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے' یہ واقعہ دعا اور بشارت سے بہت عرصہ کے بعد ہوا۔ کیونکہ زکریا علیہ السلام کی دعا بی بی مریم کے لڑکپن میں ہوئی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت مریم کی عمر بیس یا تیرہ سال تھی۔ اس کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ کے ہم عمر ہیں صرف چھ ماہ بڑے ہیں (روح) ۹۔ معلوم ہوا کہ ایسے موقع پر پیغمبر اشاروں سے بھی تبلیغ فرماتے ہیں' ان کا کوئی وقت تبلیغ سے خالی نہیں ہوتا ۱۰۔ یعنی یحییٰ علیہ

ع ۵ / ۴

(بقیہ صفحہ ۴۸۷) السلام پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی میں ہم نے ان سے' یہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رب تعالیٰ کے شاگرد ہوتے ہیں' کسی انسان کے نہیں۔ کیوں کہ یہاں کتاب سے مراد توارت شریف ہے اور تھامنے سے مراد ان پر پورا عمل کرنا ہے' عمل بغیر علم ناممکن ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ یحییٰ علیہ السلام ان رسولوں میں سے ہیں جنہیں بچپن ہی سے نبوت ملی۔ اس میں زکریا علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا ظہور ہے کہ انہوں نے عرض کیا تھا کہ اسے پسندیدہ کر یعنی نبوت دے' رب نے ان کی ہربات قبول فرمائی ۱۲۔ یعنی ہم نے یحییٰ علیہ السلام کو بغیر کسی واسطہ کے اپنی طرف سے علم' دل کی نرمی' پاکی و طہارت' تقویٰ و دیانت بخشی اور اپنے والدین کا

إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ

جب اپنے گھر والوں سے پورب کی طرف ایک جگہ الگ گئی [۱] تو ان سے ادھر

مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ

ایک پردہ کر لیا [۲] تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا [۳] وہ اس کے

لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ

سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا [۴] بولی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی

إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ

ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے [۵] بولا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تو تجھے ایک

غُلَامًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي

ستھرا بیٹا دوں [۶] بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ

بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ

نہ لگایا نہ میں بدکار ہوں کہا یوں ہی ہے [۷] تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ

هَيِّنٌ ۖ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ۚ وَكَانَ

مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے

أَمْرًا مَقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾

ایک رحمت اور یہ کام ٹھہر چکا ہے [۸] اب مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر اسے لئے ہوئے ایک دور جگہ میں

فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي

چلی گئی [۹] پھر اسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا [۱۰] بولی ہائے کسی طرح میں اس

مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادَاهَا مِنْ

سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی [۱۱] تو اسے اس کے تلے سے پکارا

تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾

[۱۲] کہ غم نہ کھا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہا دی ہے [۱۳]

خدمت گزار بنایا۔ چنانچہ آپ سے کبھی کوئی گناہ صادر نہ ہوا۔ یہ تمام صفات آپ کو تین سال کی عمر میں حاصل ہوئیں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حضرت زکریا اپنی ولادت' زندگی' وفات' قبر' حشر' غرضیکہ ہر جگہ اللہ کی امان میں رہتے ہیں یحییٰ علیہ السلام کو بوقت ولادت شیطان نے نہ چھوا جیسا کہ عام بچوں کو چھوتا ہے (روح) ۱۴۔ یعنی ہم مریم کا واقعہ قرآن میں اتارتے ہیں' آپ ان لوگوں کو پڑھ کر سنائیں تا کہ بی بی مریم کی عصمت و پاکدامنی کا ڈنکا دنیا کے گوشے گوشے میں بج جائے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ قرآن کریم نے حضرت مریم کے سوا کسی عورت کا نام نہ لیا۔ مریم کے معنی ہیں عابدہ' خادمہ آپ بچپن شریف سے بیت المقدس کی خادمہ اور وہاں کی عابدہ تھیں۔

۱۔ اپنی خالہ ایشاع کے مکان سے بیت المقدس کی شرقی جانب غسل خانہ میں غسل کے لئے گئیں (روح البیان) یا بیت المقدس کے شرقی حصہ میں علیحدہ عبادت کرنے تشریف لے گئیں (خزائن) ۲۔ غسل کے لئے یا عبادت کے لئے تا کہ انہیں کوئی نہ دیکھ سکے۔ اس وقت حضرت مریم کی عمر تیرہ یا بیس سال تھی

۳۔ یعنی حضرت جبریل جن پر روحانیت کا غلبہ ہے یا جو روح اللہ کے ساتھی ہیں' یا جو روح یعنی وحی لانے پر مقرر ہیں' یا جو روح بخشتے ہیں کہ ان کے دم سے عیسیٰ علیہ السلام ہوئے اور ان کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک سے سامری کے بچھڑے میں جان پڑی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بشر آدمی کے بشرہ اور ظاہری شکل کو کہتے ہیں جب حضرت جبریل بشری شکل میں نمودار ہوئے تو ان کی ملکی حقیت بدل نہ گئی تھی۔ جیسے حضور علیہ الصلوۃ بشر ہیں صورۃً نور ہیں۔ حقیقۃً' صورت اور حقیقت میں فرق ہے ۵۔ تو یہاں سے چلا جا کیونکہ میں غسل خانہ میں تنہا ہوں۔ آپ اس وقت غسل سے فارغ ہو کر کپڑے پہن چکی تھیں۔ اس کلام سے آپ کی انتہائی پاکدامنی اور تقویٰ کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے چیخ کر کسی اور کو آواز نہ دی بلکہ رب تعالیٰ کی پناہ پکڑی تا کہ اس واقعہ کی کسی کو خبر نہ ہو ۶۔ معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام باذن الٰہی بیٹا دے سکتے ہیں۔ اسی طرح حضور کی بارگاہ سے اولاد اور تمام رب کی نعمتیں ملتی ہیں۔ اس سے پتہ لگا کہ رب کی نعمتوں کو بندے کی طرف نسبت کر سکتے ہیں لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اولاد' ایمان' عزت' جنت دیتے ہیں۔ حضرت ربیعہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے جنت مانگتا ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں سے پردہ نہیں کہ وہ انسان نہیں۔ دیکھو حیوانات سے پردہ نہیں۔ ۷۔ کہ تمہیں بغیر مرد کے چھوئے بیٹا عطا ہو' تا کہ رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ ظاہر ہو ۸۔ لہٰذا اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی (خیال رہے کہ تقدیر معلق میں تبدیلی ہو جاتی ہے مگر مبرم میں نہیں) یہ کہہ کر حضرت جبریل نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونک دیا جس سے آپ حاملہ ہو گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ

(بقیہ صفحہ ۴۸۸) بزرگوں کے دم میں تاثیر ہے۔ نیز اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش نطفہ سے نہیں' نہ ماں کے نہ باپ کے' دوسرے یہ کہ آپ ایک حیثیت سے بشر اور دوسری حیثیت سے روح ہیں۔ اسی لئے آپ کو روح اللہ کہا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ چونکہ آپ فرشتہ کی پھونک سے پیدا ہوئے' لہٰذا آپ کی پھونک میں مردہ زندہ کرنے' بیمار اچھا کرنے' مٹی میں جان ڈالنے کی تاثیر تھی۔ چوتھے یہ کہ اصل کا اثر فرع میں بھی آتا ہے۔ حضرت جبریل کا اثر آپ میں تھا۔ وہ روح الامین ہیں تو آپ روح اللہ ۹۔ شہر ایلیا سے ۶ میل دور بیت اللحم کے جنگل میں آپ راتوں رات چھپ کر نکل گئیں کیونکہ وضع حمل کے آثار ظاہر ہو گئے تھے اور آپ کسی سے یہ راز شرم کی وجہ سے کہہ نہ سکتی تھیں۔ ہمارے حضور سے شب معراج جبریل نے عرض کیا کہ اس جگہ دو رکعت نماز پڑھ لیں یہ حضرت عیسیٰ کی جائے پیدائش ہے (نسائی' بیہقی از روح البیان) میں نے اس جگہ کی زیارت کی ہے۔ ۱۰۔ یہ درخت خشک تھا۔ پتے' شاخیں' کچھ نہ تھیں' صرف ڈنڈ رہ گیا تھا اسی لئے قرآن کریم نے جذع النخلۃ فرمایا نخل نہ فرمایا۔ آپ اس جڑ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں' درد کی شدت تھی ۱۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم کے حاملہ ہونے اور وضع حمل میں دراز فاصلہ تھا۔ فوراً وضع حمل نہ ہوا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ سوائے یوسف نجار کے کسی اور کو اس حمل کی اطلاع نہ تھی حضرت مریم سے ایک دن حضرت یحیٰی کی والدہ نے کہا کہ جب میں تمہارے سامنے آتی ہوں تو میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ ۱۲۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جنگل کے نشیبی حصہ سے حضرت مریم کو پکار کر فرمایا ۱۳۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایڑی یا حضرت جبریل علیہ السلام کے پر سے پیدا ہوئی۔ لہٰذا اس کا پانی شفا ہے جیسے آج آب زمزم۔

۱۔ جہاں آپ دردزہ کے وقت بیٹھیں تھی۔ وہاں کھجور کا ایک گھنا ہوا درخت خشک ڈنڈ تھا۔ فرمایا گیا کہ اسے ہلاؤ تمہارے ہاتھ کی برکت سے ابھی یہ ڈنڈ ہرا ہو گا ابھی بار آور ہو گا ابھی اس کے پھل پک کر تم پر گریں گے تم کھا لینا۔ آپ کا ہاتھ اس لئے لگوایا تاکہ معلوم ہو کہ ولی کے ہاتھ کی برکت سے سوکھے ڈنڈ ہرے ہو جاتے ہیں تو ان کی نظر سے خشک دل بھی ہرے ہو جائیں گے ۲۔ اس میں ولیہ کی کرامت کا ثبوت ہے' یا نبی کا ارہاص ہے کیونکہ خشک درخت سے پھل گرنا عجیب بات ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولادت کے وقت عورت کو کھجوریں کھلائی جائیں تو اس سے مشکل آسان ہوتی ہے' اب بھی دردزہ میں میں چھوہارے دم کر کے عورت کو کھلائے جاتے ہیں' اس کی اصل یہ آیت کریمہ ہے ۳۔ یعنی کھجوریں کھاؤ' پانی پیئو اور اپنے خوبصورت فرزند سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ فرزند کو قرۃ العین کہتے ہیں' اس کی اصل یہ آیت ہے ۴۔ یعنی اشارے سے' کیونکہ اس زمانے میں چپ کے روزے میں بولنا حرام تھا۔ یعنی اگر تم سے کوئی پوچھے کہ یہ بچہ کیسے ہو گیا تو اشارے سے کہہ دینا کہ میرا روزہ ہے میں نہ بولوں گی۔ ۵۔ یعنی آج روزہ رکھ لیا ہے خاموشی کا اور اے مریم ابھی سے روزہ شروع کر دو۔ خیال رہے کہ حضرت مریم نے صبح سے پہلے کھجوریں کھائی اور پانی پیا تھا صبح سے انہیں روزہ رکھوا دیا گیا کہ نہ کچھ کھائیں' نہ کسی سے بولیں۔ لہٰذا اس میں جھوٹ کی تعلیم نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہلوں کا جواب خاموشی ہے ۶۔ اس دین میں چپ کا روزہ بھی ہوتا تھا مگر ہماری شریعت میں یہ منسوخ ہے' اور قُولِیْ سے مراد اشارۃ" کہنا ہے نہ کہ زبان سے کہنا ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بی بی مریم نفاس اور کمزوری سے محفوظ

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا

اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا ۱ تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی ۲

جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ

تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ ۳ پھر اگر تو کسی

الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا

آدمی کو دیکھے تو کہہ دینا ۴ میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے ۵

فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ

تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی ۶ تو اسے گود میں لے اپنی قوم کے پاس آئی

قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـــًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ

۷ بولے بےشک اے مریم تو نے بہت بری بات کی ۸ اے ہارون کی بہن ۹

مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾

تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ

اس پر مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا ۱۰ وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے

صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ

میں بچہ ہے ۱۱ بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی ۱۲ اور مجھے غیب

نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ

کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا ۱۳ اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں ۱۴ اور مجھے

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ

نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی ۱۵ جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے

وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ

والا ۱۶ اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا ۱۷ اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن

(بقیہ صفحہ ۴۸۹) رہیں ورنہ عورتیں بعد ولادت چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوتیں اور آپ فوراً اپنی قوم کے پاس بچہ کو لے کر تشریف لے آئیں کیونکہ ان کھجوروں اور اس غیبی پانی نے شفاء' صحت' قوت' سب کچھ بخش دی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات سے شفا اور قوت ملتی ہے۔ ۸۔ یہ واقعہ ظہر کے وقت ہوا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت رات کے وقت ہوئی' اس وقت آپ آدھے دن کے تھے' اس میں اور بھی چند قول ہیں (روح) ۹۔ ہارون سے مراد یا نبی اسرائیل کا ایک نیک آدمی ہے جو نیکی اور پرہیزگاری میں مشہور تھا' نام اس کا ہارون تھا' یعنی اے ہارون جیسی نیک بی بی' یا حضرت مریم کے علاقاتی بھائی کا نام ہارون تھا جو نہایت نیک تھا۔

وَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِكَ

میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں [۱] یہ ہے

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾

عیسیٰ مریم کا بیٹا [۲] سچی بات [۳] جس میں شک کرتے ہیں [۴]

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰى

اللہ کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بچہ ٹھہرائے پاکی ہے اس کو جب کسی کام کا حکم

اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ

فرماتا ہے تو یوں ہی کہ اس سے فرماتا ہے ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے [۵] اور عیسیٰ نے کہا بیشک اللہ

رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ

رب ہے میرا اور تمہارا تو اس کی بندگی کرو یہ راہ سیدھی ہے [۶] پھر جماعتیں آپس میں

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

مختلف ہو گئیں [۷] تو خرابی ہے کافروں کے لئے ایک بڑے دن کی

مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا

حاضری سے [۸] کتنا سنیں گے اور کتنا دیکھیں گے [۹] جس دن ہمارے پاس حاضر ہوں

لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ وَ اَنْذِرْهُمْ

گے مگر آج ظالم کھلی گمراہی میں ہیں اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے

يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّ هُمْ لَا

کے دن کا [۱۰] جب کام ہو چکے گا [۱۱] اور وہ غفلت میں ہیں اور نہیں مانتے

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَ مَنْ عَلَيْهَا وَ

[۱۲] بیشک زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب کے وارث ہم ہوں گے [۱۳] اور وہ ہماری

اِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

ہی طرف پھریں گے [۱۴] اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو بیشک وہ صدیق تھا [۱۵]

وقف لازم — ربع ۵

تھا۔ یا اس سے ہارون علیہ السلام مراد ہیں آپ چونکہ ان کی اولاد میں تھیں' تو انہیں ہارون کی بہن کہہ دیا گیا جیسے عرب والے بنی تمیم کو اخا تمیم کہہ دیتے ہیں' ورنہ حضرت ہارون اور بی بی مریم میں ایک ہزار آٹھ سو برس کا فاصلہ ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰۔ یعنی اس بچہ سے پوچھو۔ آپ نے گھبرا کر یہ اشارہ کر دیا اور اصل بات فرمانی بھول گئیں ۱۱۔ یعنی پالنے میں جھولنے کے لائق بچہ ہے ورنہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اپنی والدہ کی گود میں تھے نہ کہ پالنے میں مطلب یہ ہے کہ اے مریم! کیا تم ہم سے مذاق کر رہی ہو کہ ایسی بات کہتی ہو ۱۲۔ یعنی انجیل شریف' معلوم ہوا کہ آپ نزول انجیل سے پہلے انجیل سے خبردار تھے' جیسے کہ ہمارے حضور نزول قرآن سے پہلے قرآنی احکام سے باخبر تھے اسی لئے آپ وحی آنے سے پہلے عابد' زاہد' پاکباز تھے خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تیس سال کی عمر میں رسالت ملی۔ لہٰذا آپ کی نبوت رسالت سے پہلے ہے (روح) ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں قرآن کریم کا فرمانا ہے مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ اس میں درایت کی نفی ہے نہ کہ علم کی' یعنی آپ عقل سے نہ جانتے تھے۔ دیکھو عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی اللہ کی توحید' اپنی رسالت' نیک اعمال' معاملات کی کیسی نفیس تقریر فرمائی ۱۴۔ یعنی ہر جگہ لوگوں کو برکتیں پہنچانے والا' ان کے لئے نافع اور معلم خیر ہوں۔ معلوم ہوا کہ نبی کی ذات شریف اور نام سے برکتیں نصیب ہوتی ہیں ۱۵۔ یعنی بدن اور نفس کی پاکی کیونکہ انبیاء پر مالی زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی اور عیسیٰ علیہ السلام نے تو کبھی مال جمع ہی نہ کیا' ان پر زکوٰۃ کیسی۔ خیال رہے کہ یہاں جینے سے مراد زمین پر جینا ہے ورنہ آسمان میں آپ پر نماز فرض نہیں ۱۶۔ معلوم ہوا کہ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ورنہ آپ فرماتے کہ ماں باپ سے بھلائی کرنے والا' اس لئے آپ کو قرآن میں عیسیٰ بن مریم فرمایا گیا ہے ۱۷۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام بد عقیدگی' بد عملی' بد خلقی' سخت دلی سے معصوم ہوتے ہیں کیونکہ بد عقیدہ بد عمل بدبخت ہوتے ہیں۔

۱۔ معلوم ہوا کہ نبی' ولادت' زندگی' وفات' حشر ہر جگہ اللہ کے امن میں رہتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ حضرات اپنے انجام سے خبردار ہوتے ہیں' جو کہے کہ حضور کو اپنی بھی خبر نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا وہ ان آیتوں کا منکر ہے خیال رہے کہ آپ نے سب سے پہلے اپنی عبدیت کا ذکر فرمایا کیونکہ لوگ عنقریب آپ کو اللہ کا بیٹا کہنے والے تھے اس کی تردید کی نیز آپ نے اپنی ماں کی پاکدامنی کا ذکر نہ فرمایا کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسا ستھرا بیٹا طیبہ طاہرہ ماں کے شکم سے ہی ہو سکتا ہے کیونکہ ناجائز بچہ بلکہ حرامی کی نسل میں کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔ نبوت تو بہت اعلیٰ ہے ورنہ الزام لگا تھا ماں کو اور آپ نے تعریف کی اپنی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے

باقی صفحہ ۹۶۵ پر

صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا

(دنبی، غیب کی خبریں بتاتا جب اپنے باپ سے بولا ۱ اے میرے باپ کیوں ایسے کو

لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يَا أَبَتِ

پوجتا ہے جو نہ سنے نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے ۲ اے میرے باپ

إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ

بیشک میرے پاس وہ علم آیا جو تجھے نہ آیا ۳ تو تو میرے پیچھے چلا آ ۴ میں تجھے

صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ

سیدھی راہ دکھاؤں اے میرے باپ شیطان کا بندہ نہ بن ۵ بیشک شیطان

كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ

رحمٰن کا نافرمان ہے ۶ اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کا

عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ

کوئی عذاب پہنچے ۷ تو تو شیطان کا رفیق ہو جائے بولا کیا

أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ

تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہے اے ابراہیم ۸ بیشک اگر تو باز نہ آیا ۹

لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ ۖ

تو میں تجھے پتھراؤ کروں گا اور مجھ سے زمانہ دراز تک بے علاقہ ہو جا۔ کہا بس تجھے سلام ہے ۹

سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي ۖ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَأَعْتَزِلُكُمْ

قریب ہے کہ میں تیرے لئے اپنے رب سے معافی مانگوں گا ۱۰ بیشک وہ مجھ پر مہربان ہے اور

وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي عَسَىٰ

میں ایک کنارے ہو جاؤں گا تم سے اور ان سب سے جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو اور اپنے رب کو پوجوں

أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا

گا قریب ہے کہ میں اپنے رب کی بندگی سے بدبخت نہ ہوں ۱۲ پھر جب ان سے اور اللہ کے

۱۔ یہاں باپ سے مراد چچا آزر ہے نہ کہ حقیقی والد یعنی تارخ اور چچا کو عرف میں باپ کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک حضور کے آباء و امہات میں کوئی مشرک نہیں ہوا۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ہم آپ کے نور کی گردش کو پاک پشتوں اور پاک شکموں میں دیکھ رہے ہیں ۲۔ یعنی دین و دنیا میں تیری مشکل کشائی نہ کر سکے جو اللہ کی صفت ہے' ورنہ پتھر' لوہا دنیا میں بہت کام آتے ہیں' ان سے بڑے فائدے پہنچتے ہیں' وہ ہمارے خادم ہیں نہ کہ ہمارے رب' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ لہٰذا تو مجھ سے علم حاصل کرنے میں شرم و عار نہ کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل باپ' عالم بیٹے کی شاگردی کرنے اور عامی باپ' صوفی صافی' فرزند کے مرید ہونے میں نہ شرمائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے علم لدنی ہوتے ہیں اور وہ دنیا کو سکھانے آتے ہیں سیکھنے نہیں آتے ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کے والد اگرچہ ابوۃ کے لحاظ سے بڑے ہوتے ہیں مگر نبی کے امتی اور تابعدار ہوتے ہیں ۵۔ یعنی کفر کرکے شیطان کی پوجا نہ کر۔ خیال رہے کہ کافر و مشرک اپنے کفر و شرک میں شیطان کی عبادت کرکے اس کا بندہ یا مطیع ہوتا ہے۔ یہاں بندہ .معنی بندگی کرنے والا ہے نہ کہ .معنی مخلوق۔ کہ اس معنی سے خود شیطان اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے ۶۔ کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ اور نافرمان کی اطاعت نافرمان بنا دیتی ہے۔ نعمت سے محروم کرکے مشقت و عذاب میں مبتلا کر دیتی ہے ۷۔ اگر تو میرے دامن میں پناہ نہ لے ، معلوم ہوا کہ پیغمبر کا دامن عذاب الٰہی سے پناہ کی جگہ ہے' ان آیات سے معلوم ہوا کہ کافر باپ یا کافر بیٹے کو ابا جان یا بیٹا کہہ کر پکارنا جائز ہے' ان کے شرعی حقوق پدری بھی ادا کرنے ضروری ہیں لیکن دل سے انہیں اپنا دوست نہ سمجھے اور انہیں ہدایت کرتا رہے۔ ۸۔ میرے بتوں کو برا کہنے اور مجھے توحید کی تبلیغ کرنے سے ۹۔ یعنی تجھے دور سے ہی سلام ہے' مسئلہ کافر کو سلام کرنا منع ہے کیونکہ سلام میں مغفرت یا جنتی ہونے کی دعا ہوتی ہے اور کافر کے لئے دعا مغفرت حرام ہے' رب فرماتا ہے۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ یہ سلام تحیت نہ تھا بلکہ متارکت تھا۔ اظہار ناراضگی کے لئے ۱۰۔ نماز تہجد کے وقت یا کسی اور قبولیت دعا کے موقعہ پر تیرے لئے دعا کروں گا۔ معلوم ہوا کہ بیٹے کا باپ کے ساتھ بڑا سلوک یہ ہے کہ اس کو کوشش سے یا دعا سے ہدایت پر لائے۔ ۱۱۔ اس طرح کہ میرے مولیٰ میرے باپ کو ایمان کی توفیق دے تاکہ وہ مومن ہو کر مغفرت کا مستحق ہو جائے ورنہ کافر کے لئے یہ دعا منع ہے ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اسلام میں تقیہ حرام ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنا دین نہ چھپایا۔ دوسرے یہ کہ بدمذہبوں کے ساتھ نشست و برخاست منع ہے کہ حضرت ابراہیم کافر چچا سے علیحدہ ہو گئے ۱۳۔ یعنی بتوں کے پجاری بدبخت ہوتے ہیں' اللہ کا عابد خوش نصیب' اس سے معلوم ہوا کہ عبادت الٰہی سے بدنصیبی دور ہوتی ہے خوش نصیبی حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا کوئی مسلمان اپنے کو بدبخت یا بدنصیب نہ کہے' اگر ہم بدنصیب ہوتے تو ہم کو حضور کا کلمہ نصیب نہ ہوتا۔

سلام اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی ☆ سلام اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ

سو ان کے معبوروں سے کنارہ کر گیا لہ ہم نے اسے اسحاق اور

يَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ

یعقوب عطا کئے ۲ہ اور ہر ایک کو غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا اور ہم نے انہیں

رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ وَاذْكُرْ

اپنی رحمت عطا کی ۳ہ اور ان کے لئے سچی بلند ناموری رکھی ۴ہ اور کتاب میں

فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا

موسیٰ کو یاد کرو ۶ہ بیشک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا

نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ

اور اسے ہم نے طور کی داہنی جانب سے ندا فرمائی ۷ہ اور اسے اپنا راز کہنے کو

نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾

قریب کیا ۸ہ اور اپنی رحمت سے اسے اس کا بھائی ہارون عطا کیا غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) ۹ہ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ

اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو ۱۰ہ بے شک وہ وعدہ کا سچا تھا ۱۱ہ

الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ

اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا اور اپنے گھر والوں کو

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾

نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا ۱۳ہ اور اپنے رب کو پسند تھا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾

اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو ۱۴ہ بیشک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا

وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا ۱۵ہ یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ۱۶ہ

ا۔ اس طرح کہ شہر بابل سے شام کی طرف ہجرت فرما گئے اس سے یہ معلوم ہوا کہ تقیہ بری چیز ہے کہ آپ تقیہ فرما کر بابل میں نہ رہے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک بیٹا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے' دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رب نے اتنی دراز عمر عطا فرمائی کہ انہوں نے اپنے پوتے یعقوب علیہ السلام کو دیکھا تیسرے یہ کہ ہجرت مقبول کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیاوی نعمتیں بھی مہاجر کو عطا فرماتے ہیں خیال رہے کہ اسماعیل علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام سے بڑے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت اسحاق بہت سے انبیاء کے والد ہیں' اس لئے انہیں خصوصیت سے بیان فرمایا ۳۔ بہت مالدار اور انبیاء کرام کا والد ہونا' خانہ کعبہ کی تعمیر کا شرف' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی اولاد میں ہونا' غرض کہ بے شمار خصوصی رحمتیں ۴۔ کہ یہودی' عیسائی' داؤدی مسلمان سارے دین والے آپ کی تعریف کرتے ہیں حتی کہ بعض مشرکین بھی آپ کو کرشن کہہ آپ کا احترام کرتے ہیں۔ مجھ سے خود ایک مذہبی ہندو نے کہا کہ جنہیں تم ابراہیم کہتے ہو انہیں ہم کرشن جی کہتے ہیں اور حضرت اسماعیل کو ارجن ۵۔ موسیٰ علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اسی لئے ان کا ذکر حضرت اسماعیل علیہ السلام سے پہلے فرمایا تاکہ دادے' پوتے کے ذکر میں فاصلہ نہ ہو۔ ورنہ حضرت اسماعیل موسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے ہیں ۶۔ رسول تو ہمارے اور نبی مخلوق کے' اس لئے رسول کو نبی پر مقدم فرمایا۔ خیال رہے کہ رسالت کا تعلق خالق سے اور نبوت کا خلق سے ہے (از روح البیان وغیرہ) ۷۔ طور' مصر و مدین کے راستہ میں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام کو اپنی زوجہ بی بی صفورا کو مدین سے مصر لاتے ہوئے نبوت بخشی گئی۔ ندا یہ تھی یٰمُوْسٰۤى اِنِّيْۤ اَنَا اللّٰهُ ایمن سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی داہنی جانب ہے' مصر آتے ہوئے یا ایمن کے معنی برکت والی جانب ۸۔ بلاواسطہ جبریل کلام فرمایا۔ اسی لئے آپ کا لقب کلیم اللہ ہوا۔ خیال رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو راز کی باتیں رب نے فرمائیں وہ سب حضور کو بتا دیں اور جو حضور سے معراج میں راز و نیاز فرمائے وہ کسی کو نہ بتائے بلکہ ارشاد فرمایا۔ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى معلوم ہوا کہ سب باہر کے دوست ہیں حضور درون سرا ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ ہارون علیہ السلام کو نبوت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے عطا ہوئی اس سے اللہ کے پیاروں کی عظمت کا پتہ لگا کہ ان کی دعا سے وہ نعمت ملتی ہے جو بادشاہوں کے خزانوں میں نہ ہو۔ تو اگر ان کی دعا سے اولاد یا دنیا کی دیگر نعمتیں مل جائیں تو کیا مشکل ہے ۱۰۔ جو ابراہیم علیہ السلام کے بڑے فرزند اور آپ کے جد امجد ہیں ۱۱۔ آپ نے رب سے اور مخلوق سے جو وعدے کئے تمام پورے کئے۔ سارے نبی سچے وعدے والے ہوتے ہیں مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وصف میں بہت مشہور تھے ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں آتا ہوں' آپ یہاں ٹھہریں تو آپ اس کے انتظار میں تین دن اسی جگہ ٹھہرے رہے' ذبح کے وقت صبر کا وعدہ پورا فرمایا ۱۲۔ سب اولاد و خدام کو اور ساری قوم جرہم کو ۱۳۔ معلوم ہوا کہ اپنے بال بچوں کو نماز کا حکم دینا رب کو بڑا پیارا اور سنت انبیاء ہے۔ جو خود تو نمازی ہو مگر اپنی اولاد کو نمازی نہ بنائے اس کی پکڑ کا اندیشہ ہے ۱۴۔ ادریس علیہ السلام کا نام شریف اخنوخ ہے' آپ نوح علیہ السلام کے پرداد ہیں اور شیث علیہ السلام کی اولاد میں ہیں۔ نوح علیہ السلام کا نسب نامہ یہ ہے نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ (ادریس) بن برد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام' ادریس علیہ السلام نے سب سے پہلے قلم سے لکھا' سلے کپڑے پہنے' ترازو پیمانے بنائے' ہتھیار باندھے'

(بقیہ صفحہ ۴۹۲) قابیل کی اولاد سے جہاد کیا۔ علم حساب ایجاد فرمایا (خزائن، روح) ۱۵۔ یعنی موت دے کر پھر زندہ فرما کر اسی جسم سے جنت میں پہنچا دیا۔ خیال رہے کہ چار نبی زندہ ہیں۔ دو زمین پر حضرت خضر و الیاس علیہما السلام اور ایک آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک جنت میں حضرت ادریس علیہ السلام ۱۶۔ لہٰذا ان کے ساتھ رہو۔ رب فرماتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

۱۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام، نوح علیہ السلام کے پوتے، اور آپ کے اس فرزند کی اولاد میں سے ہیں جو کشتی میں سوار تھے، یعنی سام ۲۔ حضرت اسحاق و اسماعیل ۳۔

عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ

غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے آدم کی اولاد سے اور ان میں جن کو ہم

حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۫

نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا ۱ اور ابراہیم ۲ اور یعقوب کی اولاد سے ۳

وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ

اور ان میں سے جنہیں ہم نے راہ دکھائی اور چن لیا جب ان پر رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتیں ۴

الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ ﴿۵۸﴾ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ

گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے ۵ اور ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے ۶

خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ

جنہوں نے نمازیں گنوائیں ۷ اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ

يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

میں غی کا جنگل پائیں گے ۸ مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے ۹

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴿۶۰﴾

تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا ۱۰

جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ

بسنے کے باغ جن کا وعدہ رحمٰن نے ۱۱ اپنے بندوں سے غیب میں کیا ۱۲

اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا

بے شک اس کا وعدہ آنے والا ہے وہ اس میں کوئی بیکار بات نہ سنیں گے ۱۳

اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ

مگر سلام ۱۴ اور انہیں اس میں ان کا رزق ہے صبح و شام ۱۵ یہ وہ

الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾

باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے جو پرہیزگار ہے ۱۶

السجدة ۹

موسیٰ و ہارون و زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد سے ماں، باپ کو شرف حاصل ہوتا ہے ۴۔ جو آیات کہ ان پیغمبروں کی کتب میں تھیں، جب وہ پڑھی جاتی تھیں تو ہدایت والے لوگ روتے ہوئے سجدوں میں گر جاتے تھے۔ لہٰذا اے مسلمانو تم بھی سجدہ کرو تاکہ ان کی نقل ہو اس لئے یہاں مسلمانوں پر سجدہ واجب ہے، معلوم ہوا کہ اچھوں کی نقل بھی اچھی ہے ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلام الٰہی کی تلاوت کرنی اور تلاوت کرا کر سنی گزشتہ پیغمبروں کی سنت ہے یعنی فطرت ہے، دوسرے یہ کہ تلاوت قرآن خشوع و خضوع سے کرنی محبوب ہے تیسرے یہ کہ آیات پڑھ کر یا سن کر، اللہ و رسول کے عشق، یا عذاب کے خوف، یا دل کے ذوق میں گریہ وزاری کرنی خدا کو بڑی پیاری ہے اور اکثر نبیوں کی سنت ہے ۶۔ یہود، عیسائی اور دیگر ان بزرگوں کے نام لیوا جو ان کے خلاف عمل کرتے تھے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نمازوں میں سستی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس سستی کی کئی صورتیں ہیں، نماز نہ پڑھنا، بے وقت پڑھنا، بلاوجہ بغیر جماعت پڑھنا، ہمیشہ نہ پڑھنا، ریاکاری سے پڑھنا وغیرہ ۸۔ غی دوزخ کے ایک جنگل کا نام ہے جس کی گرمی سے دوزخ کے دوسرے طبقے بھی پناہ مانگتے ہیں۔ وہاں زانی، سود خوار، ماں باپ کے نافرمان، جھوٹی گواہیاں دینے والے رکھے جائیں گے (خزائن) ۹۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پہلے کفر سے بیزاری پھر ایمان لانا پھر نیک اعمال کرنا ضروری ہیں۔ ترتیب یہی ہے ۱۰۔ اس طرح کہ ان کی نیکیوں کی جزا بلاوجہ کم کردی جائے۔ اگر کسی مسلمان کی نیکیاں ضبط یا کم کی جائیں گی تو اس کے اپنے قصور سے ۱۱۔ رحمٰن فرمانے سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جنت جس کو ملے گی رب کی رحمت سے ملے گی نہ کہ محض اپنی کوشش سے ۱۲۔ یعنی اس حال میں کہ جنت مومنوں سے غائب تھی اور وہ جنت سے دور، پھر وہ اس وعدے پر ایمان لائے ۱۳۔ یعنی جنت میں ناجائز اور بیکار بات نہ تو خود کریں گے نہ ان سے کوئی کرے گا۔ اس میں اشارۃً حکم ہے کہ دنیا میں لغو باتوں سے بچو، بے فائدہ کلام نہ کرو ۱۴۔ جنتی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے یا فرشتے، یا رب کی طرف سے سلام سنیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں سلام جنت کا کلام ہے، وہاں بھی ملاقات اور رخصت کے وقت سلام ہوا کرے گا ۱۵۔ یعنی ہمیشہ، کیونکہ وہاں صبح و شام نہ ہو گی۔ بعض نے فرمایا کہ جنتیوں پر اتنے وقفہ سے ملائکہ کھانا حاضر کیا کریں گے ان کے احترام کے طور پر، ورنہ خود جس وقت جتنا چاہیں گے کھائیں گے کوئی پابندی نہ ہو گی ۱۶۔ یعنی وراثت کی جنت صرف پرہیزگاروں کو ملے گی کہ جنتی اپنے حصہ کے ساتھ کفار کا حصہ بھی لے گا۔ مگر عطائی جنت بغیر عمل ملے گی۔ جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے اور وہ قوم جو جنت بھرنے کے لئے پیدا کی جائے گی ۱۷۔ روح البیان نے فرمایا کہ اس آیت میں حضرت جبریل کا وہ کلام رب نے نقل فرمایا جو انہوں نے حضور کی

(بقیہ صفحہ ۴۹۳) خدمت میں عرض کیا ایک بار کفار نے حضور سے اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تو حضور نے فرمایا۔ کل بتائیں گے مگر چالیس دن یا پندرہ دن بالکل وحی نہ آئی۔ پھر جب جبریل امین وحی لے کر آئے تو حضور نے ان سے فرمایا کہ اتنی دیر میں کیوں آئے۔ انہوں نے عرض کیا بندہ مامور ہوں۔ جب حکم ہوتا ہے حاضر ہوتا ہوں۔

۱۔ سامنے سے مراد آخرت' پیچھے سے دنیا' درمیان سے مراد ازل سے ابد تک کی خبریں اور حالات ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوشی و غم ہر حال میں ہمیشہ عبادت کرنی کمال ہے' اور یہی محبوب ہے۔ صرف خوشی یا صرف غم میں عبادت کرنی کمال نہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے ۳۔ رب کی شان' کہ کفار نے بھی اپنے کسی بت کا نام اللہ نہ رکھا تھا فرمایا جا رہا ہے کہ جب نام میں بھی کوئی رب کا شریک نہیں تو کام میں کیسے شریک ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سے پہلے کسی نبی یا ولی کا نام محمد نہ رکھا۔ حضور کا یہ مبارک نام بھی اچھوتا رہا ۴۔ شان نزول' یہ آیت ولید بن مغیرہ اور ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی جو مرنے کے بعد زندگی کے منکر تھے ۵۔ یعنی اے ولید جب تجھے اللہ پہلی بار نیست سے ہست کر چکا۔ تو کچھ نہ تھا تجھے سب کچھ کر چکا تو تیرے مرنے کے بعد دوبارہ زندگی بخشنا کیا مشکل ہے۔ ایجاد مشکل ہوتی ہے' دوبارہ بنانا آسان ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کے ایسے محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی قسم فرماتا ہے حضور کی نسبت سے یعنی تمہارے رب کی قسم۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ جس کو جس سے تعلق ہو گا اسی کے ساتھ حشر ہو گا شیطان والوں کا حشر شیطانوں کے ساتھ اولیاء اللہ کے غلاموں کا حشر اولیاء اللہ کے ساتھ اس لئے انسان کو چاہیے کہ اچھوں سے تعلق رکھے۔ قیامت میں ہر کافر اپنے اس شیطان کے ساتھ بندھا ہو گا جو دنیا میں اس کا قرین تھا ۸۔ یعنی قیامت کے بعد دوزخ میں جاتے ہوئے عوام کفار اپنے سرداروں کے ساتھ بندھے ہوں گے مگر بعد میں انہیں علیحدہ کر دیا جائے گا تا کہ سرداران کفر کو علیحدہ درجہ میں رکھا جائے اور ماتحت لوگوں کو علیحدہ درجہ میں ۹۔ کفر اگرچہ یکساں ہے 'اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ' مگر کفار مختلف قسم کے ہیں۔ ہر قسم کے کافر کو اس قسم کا عذاب ہو گا جس کا وہ مستحق ہے۔ ابو طالب اور ابو جہل عذاب میں برابر نہیں ہو سکتے کہ وہ حضور کے خادم تھے اور ابو جہل حضور کا دشمن' سرداران کفر کو عام کفار سے اس لئے نکالا جائے گا کہ انہیں عذاب سخت ہو گا ۱۰۔ یعنی ہم جانتے ہیں کہ کون کافر کس طبقہ کے لائق ہے اسے وہاں ہی بھیجا جائے گا۔ اور کون پہلے پھینکا جائے گا اور کون بعد میں ۱۱۔ کیونکہ دوزخ جنت کے راستہ میں ہے۔ دوزخ پر پل صراط ہے سب وہاں سے گزریں گے۔ کفار پار نہ لگ سکیں گے۔ مومن پار لگ جائیں گے کوئی نور نظر کی طرح کوئی ہوا کی طرح' کوئی تیز گھوڑے کی طرح گزریں گے۔ ۱۲۔ یعنی مسلمانوں کو پل صراط پر بھی دوزخ کی گرمی نہ چھوئے گی بلکہ دوزخ کی آگ پکارے گی کہ اے مومن جلد گزر جا تیرے نور نے میری لپٹ بجھا دی ۱۳۔ جو پل صراط سے پھسل کر دوزخ میں گر جاویں گے کافر وہاں ہمیشہ رہیں گے اور بعض گنہگار مومن جو گر جائیں گے اپنی سزا بھگت کر نکال دیئے جائیں گے۔ یہاں ظالم سے مراد کافر ہے اور چھوڑ دینے سے مراد ہمیشہ وہاں رکھنا ہے۔

ع ۵

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا

اور جبریل نے محبوب سے عرض کی ہم فرشتے نہیں اترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے اسی کا جو

خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ

ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے درمیان ہے ۱ اور حضور کا رب بھولنے والا نہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب کا مالک تو اسے پوجو اور اسکی بندگی پر

لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿۶۵﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ

ثابت رہو ۲ کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو ۳ اور آدمی کہتا ہے کہ

ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ

کیا جب میں مر جاؤں گا تو عنقریب جلا کر نکالا جاؤں گا ۴ اور کیا آدمی کو یاد نہیں کہ

اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ

ہم نے اس سے پہلے اسے بنایا اور وہ کچھ نہ تھا ۵ تو تمہارے رب کی قسم ۶ ہم انہیں

وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ ثُمَّ

اور شیطانوں سب کو گھیر لائیں گے ۷ اور انہیں دوزخ کے آس پاس حاضر کریں گے گھٹنوں

لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ

کے بل گرے۔ پھر ہم ہر گروہ سے نکالیں گے ۸ جو ان میں رحمٰن پر سب سے زیادہ بیباک

عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾

ہو گا ۹ پھر ہم خوب جانتے ہیں جو اس آگ میں بھوننے کے زیادہ لائق ہیں ۱۰

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾

اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو ۱۱ تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾

بات ہے پھر ہم ڈر والوں کو بچا لیں گے ۱۲ اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے ۱۳

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں کافر مسلمانوں سے

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ

کہتے ہیں ۱ کون سے گروہ کا مکان اچھا اور مجلس بہتر ہے

نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ

۲ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپا دیں کہ وہ ان سے بھی سامان اور نمود

اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ

میں بہتر تھے ۳ تم فرماؤ جو گمراہی میں ہو تو اسے رحمٰن خوب ڈھیل دے

لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا

۴ یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا

الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ

جاتا ہے ۵ یا تو عذاب یا قیامت تو اب جان لیں گے ۶ کہ کس کا

شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

برا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور اور جنہوں نے ہدایت پائی اللہ انہیں

اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ

اور ہدایت بڑھائے گا ۷ اور باقی رہنے والی نیک باتوں کا تیرے رب کے یہاں سب سے

ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ

بہتر ثواب ۸ اور سب سے بھلا انجام ۹ تو کیا تو نے اسے دیکھا جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور کہتا

لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ ؕ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ

ہے مجھے ضرور مال و اولاد ملیں گے ۱۰ کیا غیب کو جھانک آیا ہے یا رحمٰن کے پاس

الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ ۙ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ

کوئی قرار رکھا ہے ۱۱ ہرگز نہیں ۱۲ اب ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے

۱۔ شان نزول' مالدار کفار قریش خوب بناؤ سنگھار کر کے' اپنے بالوں میں تیل ڈال کر' اچھے کپڑے پہن کر' فخرو تکبر سے غریب مسلمانوں سے یہ کہا کرتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت آئی۔ (خزائن العرفان) ۲۔ یعنی چونکہ دنیا میں ہم تم سے مزے میں ہیں کہ تم غریب ہو' ہم امیر' تو اگر بقول تمہارے قیامت ہوئی بھی تب بھی ہم وہاں تم سے اچھے ہوں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ ہمارے کفر سے راضی ہے تمہارے اسلام سے ناراض۔ تب ہی تو ہم کفار تم مسلمانوں سے عیش میں ہیں۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی ٹیپ ٹاپ کو آخرت کی بہتری کی دلیل بنانا کفار کا طریقہ ہے یہ چیزیں کبھی آخرت کا وبال بھی بن جاتی ہیں ۳۔ جیسے فرعون ہامان' قارون اور ان کے ساتھی۔ لہٰذا دنیا کی مالداری آخرت کی نجات کی دلیل نہیں ۴۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ بندے کو گناہ' کفر' سرکشی کے باوجود مال' دراز عمر' دنیاوی آرام ملنا عذاب الٰہی کی علامت ہے۔ ایسے انسان سے دور بھاگو۔ اور تقویٰ و طہارت کے باوجود دنیاوی تکالیف آنی رب کی رحمت کی علامت ہے۔ ایسوں کے پاس بیٹھو۔ ۵۔ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل یا گرفتاری کے وقت' یا مرتے وقت یا قبر میں یا محشر میں' ان سب میں محشر کا عذاب سخت ہے کہ وہاں عذاب بھی ہے اور رسوائی بھی۔ ۶۔ ظاہر ظہور طور پر دیکھ کر ورنہ بعض کفار دل سے آج بھی جانتے ہیں کہ وہ عذاب کے مستحق ہیں مگر اس کا ظہور اس دن ہو گا ۷۔ یا دنیا میں اس طرح کہ انہیں ہدایت پر استقامت اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے گا۔ یا روز قیامت کہ اس دن علم الیقین سے عین الیقین بخشے گا کہ جو کچھ دنیا میں سن کر جانتا تھا آج آنکھوں سے دیکھ لیں گے ۸۔ ہر وہ نیکی جو دنیا میں برباد نہ ہو جائے وہ باقیات الصالحات میں داخل ہے۔ اخلاص سے ایمان لانا' اخلاص کی عبادات' سچے معاملات' یہ آیت سب کو شامل ہے' اللہ تعالیٰ نصیب کرے ۹۔ لہٰذا کافر کا مال آخرت کا وبال ہے۔ مومن کی غریبی بھی آخرت کے عیش کا باعث ہے تو کافر کی امیری سے مومن کی غریبی بہتر ہے۔ ۱۰۔ شان نزول' حضرت خباب کا عاص بن وائل سہمی پر کچھ قرض تھا۔ آپ اس کے پاس تقاضے کو گئے۔ عاص بولا کہ اسلام چھوڑ دو تو قرض ادا کر دوں گا۔ حضرت خباب نے فرمایا۔ تو مر بھی جائے اور پھر مر کر اٹھے' تب بھی میں اسلام نہ چھوڑوں گا۔ عاص بولا۔ کیا میں مر کر پھر زندہ ہوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں تو وہ بولا کہ اچھا مر کر اٹھنے کے بعد مجھے مال اولاد ملے گا' تب ہی آپ کا قرض ادا کروں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام کا مذاق اڑانا کفار کا طریقہ ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ کر کے رحمت کے امیدوار رہنا' نیک اعمال نہ کرنا' کفار کا طریقہ ہے ۱۱۔ یعنی نہ اس نے رب سے اس کا اقرار کرا لیا ہے' نہ وہ غیب جھانک آیا ہے۔ یا اسے ہرگز مال و اولاد نہ ملے گا۔ انشاء اللہ مسلمانوں کو ان کی مومن اولاد بھی ملے گی اور مال کا بدلہ بھی ۱۲۔ یعنی ہمارے فرشتے کراماً کاتبین۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے خاص بندوں کا کام رب کا کام ہے۔ ایسے ہی رب کا کام ان بندوں کا کام ہے۔

۱۔ جس کی کبھی انتہا نہیں' دائمی ہو گا۔ ۲۔ یعنی جن چیزوں کا یہ نام لے رہے' مال اولاد وغیرہ' اس کی موت کے بعد ان کے ہم ہی وارث ہوں گے۔ اس کے کچھ کام نہ آویں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کا مال و اولاد بعد موت بھی کام آتے ہیں ۳۔ یعنی وہ مال و اولاد سے اکیلا آئے گا۔ اگرچہ شیطان کے ساتھ بندھا ہوا ہو گا۔ لہٰذا اس آیت کا ان آیات سے تعارض نہیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ ہر شخص اپنے امام کے ساتھ ہو گا وغیرہ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام و اولیاء مومنوں کی عبادات و طاعات کی گواہی دیں گے انکار نہ کریں گے ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بد عملی کی وجہ سے انسان پر شیطان مسلط ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ

لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا یَقُوْلُ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾

اور اسے خوب لمبا عذاب دیں گے ۱ اور جو چیزیں کہہ رہا ہے انکے ہمیں وارث ہوں گے ۲ اور ہمارے

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّیَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾

پاس اکیلا آئیگا ۳ اور اللہ کے سوا اور خدا بنا لئے کہ وہ انہیں زور دیں

كَلَّا سَیَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَیَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾

ہرگز نہیں کوئی دم جاتا ہے کہ وہ انکی بندگی سے منکر ہونگے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے ۴

اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾

کیا تم نے نہ دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطان بھیجے ۵ کہ وہ انہیں خوب اچھالتے ہیں ۶

فَلَا تَعْجَلْ عَلَیْهِمْؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ یَوْمَ نَحْشُرُ

تو تم ان پر جلدی نہ کرو' ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں ۷ جس دن ہم پرہیزگاروں کو

الْمُتَّقِیْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ

رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر ۸ اور مجرموں کو جہنم کی طرف

اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا یَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ

ہانکیں گے پیاسے ۹ لوگ شفاعت کے مالک نہیں ۱۰ مگر وہی جنہوں نے

عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾

رحمٰن کے پاس قرار رکھا ہے ۱۱ اور کافر بولے رحمٰن نے اولاد اختیار کی

لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ

بے شک تم حد کی بھاری بات لائے قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں

وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا

اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھ کر اس پر کہ انہوں نے

لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾

رحمٰن کے لئے اولاد بتائی ۱۲ اور رحمٰن کے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے ۱۳

برے ساتھی اللہ کا عذاب ہیں تیسرے یہ کہ بری باتوں کی رغبت دینا شیطان اور شیطانی لوگوں کا کام ہے ۶۔ یعنی شیطان اور شیطانی لوگ کفار کو شرک اور کفر اور گناہوں پر خوب رغبت دیتے ہیں اور گناہوں پر طرح طرح کے سبز باغ دکھاتے ہیں۔ جب اس پر مصیبت آتی ہے تو الگ ہو جاتے ہیں۔ جیسے لوگ مسلمانوں کو زکوٰۃ سے ڈراتے اور سود پر امیدیں بندھاتے ہیں یا خیرات سے روکتے اور بیاہ شادی کی حرام رسموں میں خوب خرچ کراتے ہیں ۷۔ ان کے برے اعمال کی یا ان کی سانسوں کی' یا ان کی میعاد عذاب پوری ہونے کی مدت ۸۔ کہ قیامت میں کافروں کی حاضری ایسی ہو گی جیسے مجرم کی حاضری حاکم کے سامنے اور مومنوں کی حاضری ایسی ہو گی جیسے معزز مہمانوں کی حاضری مہربان میزبان کے سامنے۔ حاضری ایک ہے مگر نوعیت میں فرق ۹۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کافروں کا دوزخ میں داخلہ نہایت ذلت اور رسوائی سے ہو گا اور مومنوں کا جنت میں داخلہ نہایت عزت و احترام سے دوسرے یہ کہ فرشتوں کے کام کو رب اپنا کام قرار دیتا ہے کہ دوزخیوں کو ہانکنا فرشتوں کا کام ہے۔ مگر رب نے فرمایا ہمارا کام ہے۔ تیسرے یہ کہ کافر میدان محشر میں پیاسے ہوں گے مومنوں کے لئے حوض کوثر کی ایک نہر میدان محشر میں آئے گی جس سے مرتدین روک دیئے جائیں گے ۱۰۔ اس میں یا تو بتوں کی شفاعت کا انکار ہے' یا کفار کے لئے مطلق شفاعت کی نفی ۱۱۔ یعنی جنہیں شفاعت کا اذن مل چکا ہے خیال رہے کہ ہمارے حضور کو دنیا میں رب نے شفاعت کی اجازت دے دی ہے' وہاں سجدہ فرما کر اذن حاصل کرنا کلام کرنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے ہو گا۔ لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں۔ بارگاہ شاہی کا ادب یہ ہوتا ہے کہ اس سے اجازت لے کر بات کی جائے ۱۲۔ یعنی رب کے لئے اولاد ثابت کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرما دے تو آسمان پھٹ جائیں۔ پہاڑ ٹکڑے ہو جائیں۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اپنی غلام نہیں بن سکتی' کیونکہ اولاد کا والدین پر حق ہوتا ہے اور غلام کا آقا پر کوئی حق نہیں۔ فقہا فرماتے ہیں کہ اگر باپ اپنے بیٹے کو خریدے جو کسی کا غلام تھا تو بیٹا فوراً آزاد ہو جائے گا۔ اس لئے رب نے ان کفار کی تردید میں اپنی مخلوق کی عبدیت کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ سب ہی اللہ کے بندے ہیں۔ مگر بندگی میں فرق ہے۔ بعض وہ بندے ہیں جو رب کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ بندے ہیں کہ رب انہیں راضی کرنا چاہتا ہے۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِى الرَّحْمٰنِ

آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے لہ

عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ

بیشک وہ ان کا شمار جانتا ہے اور ان کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے اور ان میں ہر

اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ایک روز قیامت اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا لہ بے شک وہ جو ایمان لائے سے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَاِنَّمَا

کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت کر دے گا لہ تو ہم نے یہ

يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ

قرآن تمہاری زبان میں یوں ہی آسان فرمایا لہ کہ تم اس سے ڈر والوں کو خوشخبری دو اور

قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ

جھگڑالو لوگوں کو اس سے ڈر سناؤ لہ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپائیں کیا تم

تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾

ان میں کسی کو دیکھتے ہو یا ان کی بھنک سنتے ہو لہ

اٰيَاتُهَا ١٣٥	٢٠ سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ ٤٥	رُكُوْعَاتُهَا ٨

سورہ طٰہٰ مکی ہے اس میں ١٣٥ آیات اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا لہ

طٰهٰ ﴿١﴾ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ﴿٢﴾ اِلَّا

اے محبوب لہ ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو لہ

تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٣﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ

ہاں اسکو نصیحت جو ڈر رکھتا ہو لہ اس کا اتارا ہوا جس نے زمین

ا۔ یعنی قیامت میں سب کی بندگی کا ظہور ہو گا۔ سارے چھوٹے بڑے بندے غلاموں کی طرح نیاز مندی کرتے رب کے حضور حاضر ہوں گے کوئی بیٹا یا اولاد بن کر نہ آئے گا۔ ۲۔ یعنی اس کے ساتھ مال اولاد اور کوئی مددگار نہ ہو گا نہ شفیع' ہاں شیطان اور گمراہ کرنے والے پیشوا ہوں گے لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی حاضری اولاد مال اولیاء اللہ کے ساتھ ہو گی۔ رب فرماتا ہے۔ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۳۔ یعنی ہم اپنے پیارے بندوں کی محبت قدرتی طور پر لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں کہ لوگ بلا ظاہری وجہ کے ان سے الفت کرتے ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولی کی علامت یہ ہے کہ خلقت اسے ولی کہے اور اس کی طرف قدرتی طور پر دل کھنچیں۔ رب فرماتا ہے۔ لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ دیکھ لو۔ آج اولیاء اللہ قبور میں سو رہے ہیں اور لوگ ان کی طرف کھنچے جا رہے ہیں۔ حالانکہ انہیں کسی نے دیکھا بھی نہیں۔ یہ ہے رب کی دی ہوئی محبوبیت۔ ہمارے حضور کی محبت میں لکڑیاں تک روئی ہیں۔ ۵۔ اس آیت کے چند معنی ہو سکتے ہیں۔ تمہاری زبان میں آسان کیا' یعنی قرآن عربی زبان میں اتارا۔ تمہاری زبان پر آسان کیا یعنی قرآن رب نے تمہارے لئے اتنا آسان کیا کہ تمہیں کسی سے پڑھنے سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی۔ قرآن کی قراۃ' تجوید' اس کے معانی' اس کے احکام اس کے اسرار سب رب نے تمہیں سکھائے۔ تمہاری زبان سے آسان کیا۔ یعنی دنیا والوں کو قرآن ملنا غیر ممکن تھا کہ وہ لوگ فرشی ہیں' قرآن کریم عرشی۔ لیکن تمہاری زبان پاک کی برکت سے دنیا کو قرآن میسر ہوا۔ سبحان اللہ قرآن کا ترجمہ تو ابو جہل اور ابولہب بھی جانتے تھے مگر حضور سے بے تعلق تھے کافر رہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی بشیر و نذیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن شریف ڈر اور خوشخبری کا ذریعہ ہے۔ جو حضور سے جدا ہو کر صرف قرآن اختیار کرے' اس کے دل میں ڈر و امید جو ایمان کا رکن ہے' حاصل نہیں ہو سکتی۔ ۷۔ یعنی اے محبوب تم ان ہلاک شدہ قوموں کو دنیا میں نہیں دیکھتے نہ ان کے زمین پر چلنے پھرنے کی آواز سنتے ہو' سب نیست و نابود ہو گئے۔ ہاں اب جہاں قید ہیں وہاں انہیں حضور کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں حضور نے معراج میں ہر قسم کے مجرموں کو دوزخ میں ملاحظہ فرمایا۔ لہٰذا اس آیت سے وہابی دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ ۸۔ سورہ طٰہٰ مکی ہے' اس میں آٹھ رکوع ایک سو پینتیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو اکتالیس کلمے اور پانچ ہزار دو سو بیالیس حرف ہیں (خزائن) ۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر عبادت فرماتے تھے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ تمام رات نماز پڑھتے اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ایمان نہ لانے پر بہت زیادہ افسوس فرماتے تھے اس پر یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اے محبوب ہم نے آپ پر قرآن کریم اس لئے نہیں اتارا کہ اس کی وجہ سے آپ جسمانی یا روحانی مشقت میں پڑ جاویں ۱۰۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی نعت ہے کہ دوسروں کو اعمال زیادہ کرنے کا حکم ہے مگر حضور کو اعمال کم کرنے کی ہدایت ہے کیونکہ حضور پہلے ہی سے حد سے زیادہ اعمال فرماتے ہیں ۱۱۔ کیونکہ قرآن کریم سے وہی فائدہ اٹھائے گا ورنہ قرآن کریم سارے انسانوں کے لئے نصیحت ہے لہٰذا آیت پر آریوں کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔

وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ؕ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾

اور اونچے آسمان بنائے لہ وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا ٢ہ

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ

جیسا اس کی شان کے لائق ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ

الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَ

انکے بیچ میں اور جو کچھ اس گیلی مٹی کے نیچے ہے اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ تو بھید کو جانتا

اَخْفٰى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿۸﴾

ہے اور اسے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے ٣ہ اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ

ہیں سب اچھے نام ۴ہ اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی جب اس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی بی بی

لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا

سے کہا ٹھہرو ۵ہ مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں تمہارے لئے اس میں سے کوئی

بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ

چنگاری لاؤں ٦ہ یا آگ پر راستہ پاؤں پھر جب آگ کے پاس آیا ٧ہ

یٰمُوْسٰى ؕ﴿۱۱﴾ اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ

ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ بے شک میں تیرا رب ہوں ٨ہ تو تو اپنے جوتے اتار ڈال ٩ہ بیشک تو پاک

الْمُقَدَّسِ طُوًى ؕ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰى ﴿۱۳﴾

جنگل طویٰ میں ہے ١٠ہ اور میں نے تجھے پسند کیا ١١ہ اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے

اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ

بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کیلئے نماز

لِذِكْرِیْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ

قائم رکھ ١٢ہ بیشک قیامت آنے والی ہے قریب تھا کہ میں اسے سب سے چھپاؤں ١٣ہ کہ

وقف لازم

ا۔ یعنی سارا عالم اجسام' چونکہ زمین ہم سے قریب ہے اور آسمان دور' لہٰذا زمین کا ذکر پہلے فرمایا کہ ہم اس کے تفصیلی حالات سے خبردار ہیں۔ ۲۔ عرش بادشاہ کے تخت کو کہتے ہیں اور استویٰ اس پر بیٹھنے کو' اللہ تعالیٰ ان دونوں سے پاک ہے۔ لہٰذا یہ آیت متشابہات میں سے ہے یعنی جو استویٰ رب کی شان کے لائق ہے نہ کہ ہماری طرح بیٹھنا۔ ۳۔ بھید وہ جسے ہم جانیں دوسرا شخص نہ جانے' اور اخفیٰ وہ جسے ہم بھی نہ جانیں جیسے ہمارے آئندہ کے اعمال جو ہم کریں گے' یا بھید ہمارے خفیہ اعمال جو لوگوں سے پوشیدہ ہیں اور اخفیٰ ہمارے دل کے وسوسے وخیال یا بھید ہمارے اسرار جن کی ہمیں خبر ہے اور اخفیٰ اللہ تعالیٰ کے اسرار جن تک کسی کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا' مقصود یہ ہے کہ تم علانیہ بھی گناہ نہ کرو اور چھپ کر بھی' کیونکہ ہم کو ہر چیز کی خبر ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ علانیہ خدا کا ذکر نہ کرو' اذان' حج کا تلبیہ' تکبیر تشریق سب ہی بلند آواز سے ہوئی ہیں۔ ہاں بندہ ذکر بالجہر یہ سمجھ کر نہ کرے کہ رب آہستہ ذکر سنتا ہی نہیں' بلکہ اپنا دل بیدار کرنے' سوتوں کو جگانے اوروں کو رغبت دینے کے لئے کرے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام بہت ہیں کیونکہ اس کے صفات بہت' نام صفات کے مظہر ہیں۔ نیز بندوں کی حاجات بہت ہیں لہٰذا اسکے نام بھی بہت تا کہ ہر حاجت مند اپنی حاجت کے مطابق نام سے پکارے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بی بی کو اہل کہا جاتا ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ اس وقت صرف آپکی بیوی صفورا تھیں جنہیں اہل فرمایا گیا اور اہل مذکر ہے اس لئے امکثوا مذکر فرمایا۔ لہٰذا آل محمد میں حضور کی ازواج یقیناً داخل ہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ وہ آگ صرف موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی' حضرت صفورا نے نہ دیکھی۔ یہ بھی پتہ لگا کہ آگ بغیر اجازت لی جا سکتی ہے۔ شاید اس لئے فرمایا کہ آپ کو آگ لانیکا یقین نہ تھا۔ ۷۔ یہاں موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ آپ اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کی اجازت حاصل کر کے اپنی زوجہ بی بی صفورا کو لے کر مدین سے مصر کیطرف اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے چلے۔ شام کے بادشاہوں کے خوف سے سڑک چھوڑ دی' جنگل کا راستہ اختیار فرمایا۔ حضرت صفورہ حاملہ تھیں' رات کے وقت کوہ طور کے قریب پہنچ کر آپ کو درد زہ شروع ہوا۔ رات اندھیری تھی' سخت سردی پڑ رہی تھی' آگ اور دائی کی ضرورت پیش آئی۔ موسیٰ علیہ السلام دور سے روشنی ملاحظہ فرما کر سمجھے کہ وہاں آگ ہے' وہاں عناب یا بنفشہ کا سبز درخت دیکھا جو اوپر سے نیچے تک روشن تھا' مگر نہ تو آگ سے اس کی سبزی میں فرق آیا نہ درخت کے سبزیانی سے آگ بجھی تھی۔ ۸۔ یہ آواز اس درخت سے آ رہی تھی' وہ درخت اللہ نہ تھا بلکہ اس کے کلام کا مظہر تھا' جیسے ریڈیو کی پیٹی نہیں بولتی بلکہ بولنے والے کی آواز کا مظہر ہوتی ہے اسی طرح جن مجذوبوں نے جوش میں آکر اناالحق' یا سبحانی ما اعظم شانی کہدیا وہ خود نہ بول رہے تھے بلکہ اس درخت کی طرح کسی کے کلام کے مظہر تھے۔ لہٰذا حضرت منصور مومن تھے اور فرعون اَنَا رَبُّکُمْ کہہ کر کافر ہوا کہ وہ اتارہ کر رب بنا۔ ۹۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ متبرک جنگلوں کا بھی ادب کرنا چاہیئے جیسے مدینہ منورہ مکہ مکرمہ کے جنگل جو حرم کہلاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ادب کے لئے جوتا اتارنا سنت نبوی ہے۔ لہٰذا مسجدوں میں جوتا اتارنا اچھا ہے اگرچہ جوتا میں نجاست نہ ہو' تیسرے یہ کہ حضور دنیٰ فتدلیٰ سے شب معراج میں مشرف ہوئے مگر کہیں ثبوت نہیں کہ حضور کو نعلین شریف اتارنے کا حکم دیا گیا ہو۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نعلین شریف عرش اعظم سے افضل ہیں جیسے حضور کی قبر انور۔ ۱۰۔ یہ کلام موسیٰ علیہ السلام نے بغیر فرشتہ کے واسطہ

(بقیہ صفحہ ۴۹۸) کے سنا اور ہر رونگٹے سے سنا۔ اسی لئے آپکو کلیم اللہ کہا جاتا ہے۔ ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ایمان کے بعد نماز بہت اہم فریضہ ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز رب کی یاد کے لئے ہونی چاہیئے نہ کہ لوگوں کو دکھانے کیلئے' تیسرے یہ کہ نمازی بندہ کو رب بھی یاد فرماتا ہے کیونکہ اس آیت کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ تو نماز قائم رکھ تا کہ میں تیری یاد کروں ۱۲۔ مگر نہ چھپایا بلکہ اسکی آمد' اور علامات اور حالات انبیاء کرام کے ذریعہ سب کو بتادیئے تا کہ لوگ اس دن کی تیاری کریں۔ قیامت کے وقوع کا دن۔ تاریخ۔ مہینہ حضور کو بتادیا۔ حضور نے فرمایا کہ قیامت جمعہ کو آوے گی یہ بھی روایت ہے کہ محرم کے مہینہ عاشورہ کے دن

نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ

ہر جان اپنی کوشش کا بدلہ پائے تو ہرگز تجھے اسکے ماننے سے وہ باز نہ رکھے جو اس پر ایمان نہیں

بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾

لاتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا ۱ پھر تو ہلاک ہوجائے اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسٰی

قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى

۳ عرض کی یہ میرا عصا ہے ۳ میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے

غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام ہیں ۴ فرمایا اسے ڈال دے اے موسٰے

فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ

تو موسٰی نے اسے ڈال دیا تو جبھی وہ دوڑتا ہوا سانپ ہوگیا ۵ فرمایا اسے اٹھالے اور ڈر

سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى

نہیں اب ہم اسے پھر پہلی طرح کردیں گے ۶ اور اپنا ہاتھ اپنے بازو

جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾

سے ملا ۷ خوب سپید نکلے گا بے کسی مرض کے ایک اور نشانی

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ

کہ ہم تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں فرعون کے پاس جا ۸

اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ

اس نے سر اٹھایا عرض کی اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے ۹ اور میرے

اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾

لئے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے ۱۰ کہ وہ میری بات سمجھیں ۱۱

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾

اور میرے لئے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کردے وہ کون میرا بھائی ہارون

آوے گی۔ سنہ نہ ارشاد فرمایا تا کہ بالکل راز فاش نہ ہو جائے۔ اتنا بتادیا کہ ہم اور قیامت دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح پڑوسی ہیں جیسے پڑوسی کو پڑوسی کی خبر ہوتی ہے ایسے ہی ہم کو قیامت کی خبر ہے۔

۱۔ یعنی اے مسلمان! کافروں کے کہنے میں نہ آ' قیامت کا انکار نہ کرورنہ ہلاک ہو جائیگا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ سوال پوچھنے والے کی بے علمی کی بنا پر نہیں ہوتا بلکہ اس میں کچھ اور بھی حکمتیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا کسی موقعہ پر حضور کا کسی سے کچھ پوچھنا حضور کے بے خبر ہونے کی دلیل نہیں رب کو معلوم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ شریف میں لاٹھی ہے مگر پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے ۳۔ اس لاٹھی میں اوپر کی طرف دو شاخیں تھیں اور اس کا نام نبعہ تھا۔ اس سوال فرمانیکا منشاء یہ تھا کہ اس لاٹھی کو یہاں ہی سانپ بنا کر موسیٰ علیہ السلام کو دکھا دیا جائے تا کہ فرعون کے پاس یہ معجزہ ظاہر ہونے پر خود موسیٰ علیہ السلام کو خوف نہ ہو۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ عشق و ادب میں جب مقابلہ ہو تو عشق غالب آتا ہے کیونکہ ادب کا تقاضا ہے کہ بات چھوٹی کی جاوے مگر عشق کا تقاضا ہے کہ محبوب سے لمبی گفتگو کرو تا کہ دیر تک ہمکلامی قائم رہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے سوال صرف یہ تھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ جواب یہ ہونا چاہیئے تھا کہ لاٹھی ہے مگر سوال سے زیادہ جواب عشق کے باعث تھا۔ ۵۔ یعنی وہ لاٹھی موٹائی میں اژدہا اور رفتار میں باریک سانپ کی طرح تیز ہو گئی۔ رب فرماتا ہے فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ اور فرماتا ہے كَاَنَّهَا جَآنٌّ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عصا کا یہ معجزہ رب کی طرف سے تھا مگر اس کے لئے وہ خاص لاٹھی اور موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ شرط تھا کہ آپ کے ہاتھ میں دوسری لاٹھی اور دوسرے کے ہاتھ میں یہی لاٹھی سانپ نہ بن سکتی تھی۔ اسی لئے فرمایا۔ خذ تم پکڑو معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمتیں قدرتیں اس کے محبوبوں کے ہاتھوں سے ملتی ہیں۔ ۷۔ یعنی دائیں ہتھیلی بائیں بغل میں ڈال کر

رکوع ۱۴

نکالئے، سورج کی طرح چمکے گی۔ کسی مرض سے نہیں' بلکہ بطور معجزہ' جب دوبارہ وہاں ہی ڈالوگے تو اصلی حالت پر آجائے گی۔ ۸۔ یعنی پیغمبر ہو کر' معلوم ہوا کہ آپ سارے مصر والوں کے رسول تھے خواہ سبطی ہوں یا قبطی ۹۔ کہ میں نبوت کا بار اٹھا سکوں۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ گونگا یا بہرہ نبوت کے لائق نہیں کیونکہ تبلیغ بغیر کان اور زبان کے نہیں ہو سکتی۔ طلاقت زبان رب کی بڑی نعمت ہے۔ ۱۱۔ موسیٰ علیہ السلام نے بچپن شریف میں انگارا منہ میں رکھ لیا تھا جس کی وجہ سے زبان شریف میں لکنت ہو گئی تھی۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ آپ فرعون کی گود میں کھیل رہے تھے آپ نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر منہ پر تھپڑ مارا۔ فرعون غصہ ہوا اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا بی بی آسیہ نے فرمایا کہ یہ ناسمجھ بچہ ہے' یہ تو آگ اور سونے میں فرق نہیں کرسکتا۔ چنانچہ فرعون نے ایک طشت میں آگ اور دوسرے میں یاقوت سرخ آپکے

(بقیہ صفحہ ۴۹۹) سامنے رکھے۔ آپ نے آگ والے طشت میں ہاتھ ڈال کر انگارہ منہ میں ڈال لیا۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون کو دعا سے نبوت ملی تھی۔ یہ نبوت وہبی ہے جیسے بعض انبیاء کو وراثت میں نبوت ملی جیسے یحیٰی و سلیمان علیہما السلام۔ نیز اس سے دو مسئلے اور بھی معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ کے ماسوا سے قوت و مدد حاصل کرنی' توکل کے بھی خلاف نہیں اور توحید کے بھی منافی نہیں۔ دوسرے یہ کہ اپنے عزیز کو اپنا جانشین بنانا حرام نہیں' لہٰذا امیر معاویہ کا یزید کو اپنا جانشین کرنا فسق نہیں۔ صدیق اکبر کا حضرت عمر کو خلیفہ بنانا گناہ نہیں۔ علی مرتضٰی کا اپنے فرزند امام حسن کو اپنا

اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾ وَ اَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾ كَیْ نُسَبِّحَكَ

اس سے میری کمر مضبوط کر اور اسے میرے کام میں شریک کر[2] کہ ہم بکثرت تیری

كَثِیْرًا ﴿۳۳﴾ وَّ نَذْكُرَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ﴿۳۵﴾

پاکی بولیں اور بکثرت تیری یاد کریں[3] بے شک تو ہمیں دیکھ رہا ہے[4]

قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَ لَقَدْ مَنَنَّا

فرمایا اے موسیٰ تیری مانگ تجھے عطا ہوئی[5] اور بیشک ہم نے تجھ

عَلَیْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّكَ مَا یُوْحٰۤى ﴿۳۸﴾

پر ایک بار اور احسان فرمایا[6] جب ہم نے تیری ماں کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا[7]

اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ فَلْیُلْقِهِ

کہ اس بچہ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے تو دریا اسے کنارے پر

الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَ اَلْقَیْتُ

ڈالے[8] کہ اسے وہ اٹھا لے جو میرا دشمن[9] اور اس کا دشمن اور میں نے تجھ پر

عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ۬ وَ لِتُصْنَعَ عَلٰى عَیْنِیْ ﴿۳۹﴾ اِذْ

اپنی طرف کی محبت ڈالی[10] اور اس لئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو[11] تیری

تَمْشِیْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ یَّكْفُلُهٗ ؕ

بہن چلی[12] پھر کہا کیا میں تمہیں وہ لوگ بتا دوں جو اس بچہ کی پرورش کریں[13]

فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ؕ۬ وَ

تو ہم تجھے تیری ماں کے پاس پھیر لائے کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کرے[14]

قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّیْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫ؕ

اور تو نے ایک جان کو قتل کیا تو ہم نے تجھے غم سے نجات دی[15] اور تجھے خوب جانچ لیا

فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ ۙ۬ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى

تو تو کئی برس مدین والوں میں رہا[16] پھر تو ایک ٹھہرائے وعدہ پر

جانشین کرنا جرم نہیں۔ ۲۔ نبوت اور تبلیغ میں' تا کہ فرعون کے پاس میں اکیلا نہ جاؤں کوئی تائید کرنے والا ساتھ ہو ۳۔ یہاں تسبیح سے مراد اللہ کی عبادت اور ذکر اللہ مراد اسکے دین کی تبلیغ ہے۔ یا تسبیح سے مراد نماز میں اللہ کا ذکر اور ذکر اللہ سے مراد نماز سے خارج اسکی یاد ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر جماعت سے کرنا اور بزرگوں کے پاس بیٹھ کر کرنا بہت افضل ہے۔ ۴۔ کہ مجھے مددگار کی ضرورت ہے اور اس کے لئے حضرت ہارون بہت موزوں ہیں۔ رب نے آپکی یہ تمام دعائیں قبول فرمائیں ۵۔ یعنی تمہاری تمام دعائیں قبول ہوئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون کو نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ملی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کی لکنت زبان بالکل تو نہیں مگر بہت حد تک دور ہو گئی جس سے آپ تبلیغ پر قادر ہو گئے مگر پھر بھی کچھ اثر باقی رہا۔ اسی لئے فرعون نے کہا تھا لایکاد یبین جب پیغمبر کی دعا سے نبوت ملی ہے تو اولاد' سلطنت' شفا بھی ضرور ملے گی لہٰذا ان سے دعا کرانی بہتر ہے ۶۔ یہاں منّ' کے معنی احسان فرمانا ہے نہ کہ احسان جتانا۔ خیال رہے کہ اللہ رسول کا احسان جتانا شکر کی رغبت کا باعث ہے۔ دوسروں کا احسان جتانا تکلیف کا سبب ہے۔ اسی لئے ہمارے لئے احسان جتانا منع ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اے موسیٰ اب نبوت عطا فرمانا بھی ہمارا احسان ہے۔ اس سے پہلے فرعون سے تمہیں بچانا بھی ہمارا کرم تھا۔ ہم قدیم الاحسان ہیں ۷۔ خواب میں یا دل میں ڈالکر بطور الہام معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ولیہ تھیں کہ الہام ولایت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ۸۔ یہ امر بمعنی خبر ہے یعنی دریا اسے کنارے پر ڈال دے گا۔ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کی والدہ حضرت یوحانذ کو یہ غیبی خبر دے دی گئی تھی کہ تمہارا بچہ دریائے نیل میں ہلاک نہ ہوگا بلکہ تمہیں صحیح و سالم فرعون کے گھر ملے گا۔ چنانچہ حضرت یوحانذ نے سانوم بڑھئی سے ایک تابوت بنوا کر اس کی درازیں قیر سے بند کرکے اندر روئی بچھا کر موسیٰ علیہ السلام کو اس میں لٹا کر دریائے نیل میں بہا دیا۔ دریائے نیل سے ایک نہر فرعون کے محل کو جاتی تھی۔ یہ صندوق اس نہر میں پڑ کر فرعون کے محل میں پہنچا فرعون اس وقت اپنی بیوی حضرت آسیہ کے ساتھ نہر کے کنارے پر بیٹھا تھا۔ صندوق نکلوایا۔ کھول کر آپ کو دیکھ کر یہ دونوں آپ پر ایسے عاشق ہوئے کہ سبحان اللہ غرضیکہ جن کی خاطر اسی ہزار اسرائیلی بچے قتل کرائے تھے انہیں خود اپنی گود میں پالا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کا دشمن درحقیقت اللہ کا دشمن ہے کیونکہ فرعون بنی اسرائیل خصوصاً موسیٰ علیہ السلام کا دشمن تھا رب نے اسے اپنا دشمن قرار دیا۔ ایسے ہی اللہ کے پیاروں کا پیارا رب کا پیارا ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوبیت و مقبولیت خلق بھی بعض انبیاء کا معجزہ ہے۔ ہمارے حضور ہمیشہ ساری مخلوق کے محبوب ہیں۔ یہ محبوبیت بھی حضور کا معجزہ ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ دوسروں کو انکے ماں باپ پالتے ہیں مگر اپنے

(بقیہ صفحہ ۵۰۰) محبوبوں کا خود رب تعالیٰ خاص انتظام فرماتا ہے۔ حضور سے فرمایا۔ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا تم ہماری نگاہوں میں رہتے ہو۔ ۱۲۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام مریم بنت عمران تھا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام بھی مریم بنت عمران ہی تھا مگر وہ عمران اور ہیں ۱۳۔ فرعون نے شہر کی دائیاں طلب کیں جو موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کریں مگر آپ نے کسی کا دودھ قبول نہ فرمایا۔ تب مریم نے فرمایا کہ مصر میں ایک دائی اور بھی ہے جس کا دودھ نہایت اعلیٰ ہے چنانچہ حضرت یوحائذ کو بلایا گیا جو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ رب نے وعدہ پورا فرمایا ۱۴۔ اس طرح کہ فرزند انہیں مل جائے اور فرعون کے ہاں سے کھانا اور معقول تنخواہ بھی مقرر ہو جائے ۱۵۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارہ برس کی عمر شریف میں ایک قبطی کو طمانچہ مارا تھا جس سے وہ مرگیا اور موسیٰ علیہ السلام فرعون کے خوف سے مدین چلے گئے یہاں وہ وقت آپکو یاد دلایا گیا ۱۶۔ مدین مصر سے آٹھ منزل فاصلہ پر ہے جہاں شعیب علیہ السلام رہتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام وہاں آٹھ یا دس سال رہے اور شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت صفورہ سے نکاح کیا۔

قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِىْ ﴿٤١﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ

حاضر ہوا اے موسیٰ ۱؎ اور میں نے تجھے خاص اپنے لئے بنایا ۲؎ تو اور تیرا بھائی دونوں

وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِىْ وَلَا تَنِيَا فِىْ ذِكْرِىْ ﴿٤٢﴾ اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ

میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا ۳؎ دونوں فرعون کے پاس جاؤ

اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ

بے شک اس نے سر اٹھایا تو اس سے نرم بات کہنا ۳؎ اس امید پر کہ وہ دھیان کرے

اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَاۤ

یا کچھ ڈرے ۴؎ دونوں نے عرض کیا اے ہمارے رب بیشک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی

اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِىْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَ

کرے ۵؎ یا شرارت سے پیش آئے فرمایا ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور

اَرٰى ﴿٤٦﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا

دیکھتا ۶؎ تو اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں ۷؎

بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ

تو اولاد یعقوب کو ہمارے ساتھ چھوڑ دے ۸؎ اور انہیں تکلیف نہ دے بیشک ہم تیرے پاس

مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾ اِنَّا

تیرے رب کی طرف سے نشانی لائے ہیں اور سلامتی اسے جو ہدایت کی پیروی کرے ۹؎ بیشک

قَدْ اُوْحِىَ اِلَيْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَ

ہماری طرف وحی ہوئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ

تَوَلّٰى ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِىْۤ

پھیرے ۱۰؎ بولا تو تم دونوں کا خدا کون ہے اے موسیٰ ۱۱؎ کہا ہمارا رب وہ ہے جس

اَعْطٰى كُلَّ شَىْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ

نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی ۱۲؎ پھر راہ دکھائی ۱۳؎ بولا اگلی سنگتوں کا

۱۔ اپنی چالیس سال کی عمر شریف پر جس عمر شریف میں عام طور پر نبوت عطاء فرمائی گئی اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی پیدائش کے مقصد مختلف ہیں انبیاء کرام رب کے لئے پیدا ہوئے اور دیگر لوگ رب کی عبادت کے لئے۔ رب فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اور فرق ہے رب کی عبادت کے لئے ہونے میں اور رب کے لئے ہونے میں۔ ۲۔ کیونکہ اللہ کا ذکر ہر مشکل آسان فرما دیتا ہے ۳۔ مگر ہمارے رسول کو حکم ہے۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ۔ کیونکہ حضور خود رحیم ہیں اور موسیٰ علیہ السلام جلال والے تھے۔ یا یہ وجہ ہے کہ فرعون نے آپ کو پرورش کیا تھا اس لئے وہ نرمی کا مستحق تھا۔ ۴۔ یہ امید مخلوق کے لحاظ سے ہے نہ کہ رب کے لئے۔ رب تو جانتا تھا کہ فرعون کافر ہی مریگا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسباب اور موذی انسان اور موذی جانوروں سے خوف کرنا خلاف شان نبوت اور خلاف توکل نہیں۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ سے یا قیامت کا خوف مراد ہے' یا وہ خوف جو نقصان دہ ہو' کہ خالق سے ہٹا دے۔ خوف ایذا مخلوق سے ہو سکتا ہے۔ ۶۔ یعنی میری مدد' نصرت تمہارے ساتھ ہے' صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے پاس رب ملتا ہے۔ پیغمبر رب کا پتہ ہیں۔ رب فرماتا ہے جَآءُوْكَ لَوَجَدُوا اللّٰهَ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی معرفت سب سے مقدم ہے۔ پہلے نبی کو پہچانو' پھر انکے ذریعہ خدا کو پہچانو۔ اس لئے پہلی تبلیغ میں حضور نے کفار کو اپنی پہچان کرائی کہ پوچھا۔ كَيْفَ اَنَا فِيْكُمْ تم نے مجھے کیسا پایا ۸۔ انہیں غلامی سے آزاد کردے۔ یہ مطلب نہیں کہ ہم سب کو مصر سے باہر بھیج دے۔ آپکو مصر میں رہنا تھا لھٰذا وَلَا تُعَذِّبْهُمْ اس آیت کی تفسیر ہے ۹۔ اگر کفار کو سلام کرنا پڑ جائے تو انہیں الفاظ سے کرے کیونکہ کافر کو سلامتی کی دعا دینا برا ہے' اسی طرح اسے مرحوم یا علیہ الرحمتہ کہنا برا ۱۰۔ ہماری اطاعت اور رب تعالیٰ کی عبادت سے' موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تو ایمان قبول کرلے تو تجھے کبھی بڑھاپا نہ آئیگا۔ کبھی تیری سلطنت نہ جائیگی۔ کھانے پینے' نکاح کی لذتیں مرتے وقت تک پاتا رہے گا۔ مرنے کے بعد جنت میں جائے گا۔ فرعون ہدایت کی طرف مائل ہوگیا۔ مگر ہامان نے کہا۔ کیا تو خدائی کے بعد بندگی قبول کرتا ہے۔ اور معبود ہو کر عابد بنا جاتا ہے۔ تب وہ ایمان سے باز رہا (خزائن) ۱۱۔ فرعون نے صرف موسیٰ علیہ السلام سے اس لئے خطاب کیا کہ وہ جانتا تھا کہ آپ سلطان ہیں' ہارون علیہ السلام وزیر۔ ۱۲۔ یعنی

الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ

کیا حال ہے[1] کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے[2]

لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

میرا رب نہ بہکے نہ بھولے[3] وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا کیا

مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور تمہارے لئے اس میں چلتی راہیں رکھیں اور آسمان سے پانی اتارا[4]

فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿٥٣﴾ كُلُوْا وَ

تو ہم نے اس سے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے نکالے[5] تم کھاؤ

ارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿٥٤﴾

اور اپنے مویشیوں کو چراؤ[6] بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً

ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے[7] اور اسی سے تمہیں

اُخْرٰى ﴿٥٥﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿٥٦﴾

دوبارہ نکالیں گے اور بیشک ہم نے اسے اپنی سب نشانیاں دکھائیں[8] تو اس نے جھٹلایا اور نہ مانا[9]

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٥٧﴾

[10] بولا کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے سبب ہماری زمین سے نکال دو اے

فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ

موسیٰ تو ضرور ہم بھی تمہارے آگے ویسا ہی جادو لائیں گے[11] تو ہم میں اور اپنے میں

مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ

ایک وعدہ ٹھہرا دو جس سے نہ ہم بدلیں نہ تم ہموار جگہ ہو[12] موسیٰ نے کہا

مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾

تمہارا وعدہ میلے کا دن ہے[13] اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کئے جائیں[14]

(بقیہ صفحہ ٥٠١) ہر جانور کو وہ صورت بخشی جو اس کے مناسب ہو۔ ہاتھی کو گردن چھوٹی دی تو سونڈ عنایت کی۔ اونٹ کو سونڈ نہ دی تو گردن لمبی کر دی۔ یا ہر عضو کو وہ صورت بخشی جو اس کے مناسب تھی۔ پاؤں کی شکل اور ہے' ہاتھ کی اور ١٣۔ دنیا کی راہ دکھائی عقل بخش کر آخرت کی راہ دکھائی انبیاء بھیج کر۔

١۔ یعنی قوم عاد و ثمود کا۔ فرعون نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ سے پھیر کر پرانے قصے سنانے میں لگا دے تا کہ لوگ آپ کے کلام شریف سے اثر نہ لیں۔ اس لئے آپ نے سوال کا جواب نہ دیا بلکہ ٹال دیا اور پھر تبلیغ شروع کر دی۔ ٢۔ یعنی لوح محفوظ میں' اس نہ بتانے کی وجہ نہ یہ تھی کہ آپ کو ان قوموں کے حالات معلوم نہ تھے آپ تو فرعون سے خود فرما چکے اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ۔ بلکہ وجہ وہ تھی جو ابھی ہم نے عرض کی ٣۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام احوال کا لوح محفوظ میں لکھنا' اسلئے نہیں کہ رب تعالیٰ کے بھولنے بہکنے کا اندیشہ ہے بلکہ یہ تحریر اپنے ان محبوب بندوں کو اطلاع دینے کے لئے ہے۔ جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے' اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرما دیا تا کہ فرعون اس مغالطہ میں نہ آئے۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو ان قوموں کی خبر تو ہے مگر بتانا منظور نہیں ٤۔ اس کے بعد رب تعالیٰ بطور جملہ معترضہ موسیٰ علیہ السلام کے کلام کی تائید فرماتے ہوئے مکہ والوں سے یوں خطاب فرماتا ہے ٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر گھاس وغیرہ میں نر و مادہ اور جوڑا ہے' رب فرماتا ہے' وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ یا یہ کہ ایک دوسرے کے مقابل پیدا کیا گرم اور سرد خشک اور تر' مضر اور مفید' جیسے انسانوں میں کافر' مومن' عالم' جاہل ٦۔ یہ دونوں حکم اباحت کے لئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں ہم نے تمہارے لئے بنائیں تمہیں چاہیئے کہ تم بھی کچھ کام ہمارے لئے کیا کرو ٧۔ معلوم ہوا کہ بعد موت سب زمین میں ہی جائیں گے۔ یا براہ راست اس میں دفن ہونگے یا اس طرح کہ جل جاویں' یا انہیں شیر وغیرہ کھائے۔ پھر انکے اجزاء اسی زمین میں رہیں لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ جو سمندر میں ڈوب جائیں اور انہیں مچھلیاں کھالیں وہ بھی زمین میں ہی گئے کیونکہ سمندر کا پانی بھی زمین پر ہے۔ اسلئے انسان کو قدرتی طور پر زمین سے محبت ہے۔ کہ یہ زمین اس کی معاش و معاد ہے۔ جنت کا راستہ یہاں سے ہی نکلتا ہے۔ ٨۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے فعل رب کے فعل ہیں کہ معجزات تو موسیٰ علیہ السلام نے دکھائے مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے دکھائے ٩۔ اس طرح کہ معجزوں کو جادو بتایا اور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر۔ معلوم ہوا کہ جسے نبی کے ذریعہ ہدایت نہ ملے اسے کہیں سے ہدایت نہیں مل سکتی ١٠۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کا دل مانتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں کیونکہ جادوگر کسی بادشاہ کو اسکے ملک سے نہیں نکال سکتے ورنہ فرعون کے ملک میں بہت جادوگر تھے۔ ان سے فرعون کبھی نہ ڈرا اور نہ کسی سے ایسی گفتگو کی' وہ سب اس کے غلام بنکر رہتے تھے ١١۔ یعنی لاٹھیوں رسیوں کو سانپ بنانا کیونکہ جادوگر ایسے کرتب دکھایا کرتے تھے ١٢۔ یہاں سُوًی سے مراد یا تو ہموار اور وسیع میدان ہے جہاں لوگ کثرت سے جمع ہو کر بے تکلف بیٹھ سکیں' یا درمیان کی جگہ جو فرعون کے محل اور موسیٰ علیہ السلام کے گھر کے بیچ میں ہو۔ خیال رہے کہ فرعون نے لوگوں کو سمجھایا کہ موسیٰ علیہ السلام جو مصر سے اتنے روز غائب رہے' آپ جادو سیکھنے گئے ہونگے حالانکہ آپ مدین گئے تھے شعیب علیہ السلام کے پاس' اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے مکہ میں رکھا کہ کفار مکہ یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ کہیں سے جادو سیکھ کر آئے ہیں ١٣۔ اس میلے سے مراد

(بقیہ صفحہ ۵۰۲) فرعونیوں کا کوئی خاص میلہ ہے جہاں سب لوگ جمع ہوئے' آراستہ ہو کر خوشیاں مناتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت شرعی کے وقت مسلمان کو کفار کے میلہ میں جانا جائز ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مقابلہ کے لئے کفار کے میلہ میں گئے' ابراہیم علیہ السلام بت شکنی کے لئے بت خانہ میں گئے ۱۴۔ یعنی اس مقابلہ کا تمام علاقہ میں اعلان کر دیا جائے اور مناظرہ کا وقت چاشت کا ہو تا کہ روشنی کافی ہو لوگوں کو اصل واقعہ دیکھنے میں اشتباہ نہ ہو۔ خیال رہے کہ عربی زبان میں دن کے حصوں کے حسب ذیل نام ہیں۔ فجر' صباح' غداۃ' بکرۃ' ضحوہ' ہجیرہ' ظہیرہ' رواح' مساء عصر' اصیل' عشاء اولیٰ' عشاء آخرہ۔ (روح البیان وغیرہ)۔

فَتَوَلّٰی فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَیْدَهٗ ثُمَّ اَتٰی ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ

تو فرعون پھرا اور اپنے داؤں اکٹھے کئے[1] پھر آیا ان سے موسیٰ نے

مُّوْسٰی وَیْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا فَیُسْحِتَكُمْ

کہا تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو[2] کہ وہ تمہیں عذاب سے

بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْۤا اَمْرَهُمْ

ہلاک کر دے اور بیشک نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا[3] تو اپنے معاملہ میں باہم مختلف

بَیْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰی ﴿۶۲﴾ قَالُوْۤا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ

ہو گئے[4] اور چھپ کر مشورت کی بولے بے شک یہ دونوں ضرور جادوگر ہیں

یُرِیْدٰنِ اَنْ یُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَیَذْهَبَا

چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں اور تمہارا اچھا

بِطَرِیْقَتِكُمُ الْمُثْلٰی ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَیْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ

دین لے جائیں[5] تو اپنا داؤں پکا کر لو پھر پرا باندھ کر آؤ[6]

وَقَدْ اَفْلَحَ الْیَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰی ﴿۶۴﴾ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِمَّاۤ

اور آج مراد کو پہنچا جو غالب رہا[7] بولے اے موسیٰ یا تو

اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ

تم ڈالو یا ہم پہلے ڈالیں[8] موسیٰ نے کہا بلکہ

اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ

تمہیں ڈالو[9] جبھی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے

سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً

خیال میں[10] دوڑتی معلوم ہوئیں[11] تو اپنے جی میں موسیٰ نے خوف

مُّوْسٰی ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ

پایا[12] ہم نے فرمایا ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے[13] اور ڈال تو دے

۱۔ بہتر ہزار جادوگر اور ان کا سامان ۲۔ یعنی معجزوں کو جادو نہ بتاؤ کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کو جھوٹ کی طرف نسبت کرنا رب تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی نافرمانی عذاب الٰہی کا سبب ہے۔ دیکھو اب تک فرعونی اور فرعون کفر و شرک کرتے تھے مگر ان پر عذاب نہ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ اب عذاب آجائیگا کیونکہ تم مجھ سے سرتابی کرتے ہو۔ ۴۔ اس طرح کہ بعض جادوگر بولے کہ موسیٰ علیہ السلام ہماری طرح ہی جادوگر ہیں اور بعض نے کہا نہیں وہ سچے نبی ہیں۔ جادوگروں کا کلام ایسا دلکش اور سچا نہیں ہوتا۔ یا مقابلہ کی نوعیت میں آپس میں جھگڑنے لگے کہ کس طرح ان کا مقابلہ کریں کہ ہماری فتح ظاہر ہو۔ ۵۔ اس طرح کہ تمہیں فرعون کی پوجا سے ہٹا کہ رب تعالیٰ کی عبادت میں مشغول کردیں' فرعون کی پرستش اس وقت ان کا نگاہ میں اچھی تھی ۶۔ تا کہ موسیٰ علیہ السلام پر تمہارے پرے اور صفیں دیکھ کر ہیبت طاری ہو۔ چنانچہ وہ بہتر صفیں بن کر سامنے آئے۔ ہر صف میں ایک ہزار جادوگر تھے (روح وغیرہ) ۷۔ کہ اگر ہم غالب آئے تو فرعون کے مقرب بن جاویں گے اگر موسیٰ علیہ السلام غالب آئے تو فرعون کے دل میں ان کی عظمت قائم ہو جاوے گی۔ ۸۔ اللہ تعالیٰ کو ان جادوگروں کا یہ ادب بہت پسند آیا کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام پر پیش قدمی نہ کی بلکہ ادب سے اجازت چاہی۔ اس ادب کی بدولت انہیں دولت ایمان نصیب ہوئی (روح۔ خزائن) ۹۔ اس حکم میں جادو کرنے کی اجازت دینا مقصود نہیں بلکہ جادو کو باطل کرنا مقصود ہے کہ لوگ پہلے باطل کا زور دیکھ کر حق کا توڑ بھی دیکھیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے حرام کام کی اجازت کیوں دی۔ ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو میں حقیقت نہیں بدلتی' بلکہ دیکھنے والے کے خیال اور آنکھ پر اثر ہوتا ہے' جیسا کہ یخیل الیہ سے ظاہر ہوا دوسرے یہ کہ جادو کا اثر نبی کے خیال اور آنکھ پر بھی ہو سکتا ہے۔ ہمارے حضور کے حافظہ پر جادو کا اثر ہو گیا تھا۔ یہ اثر ایسے ہے جیسے تلوار اور زہر کا اثر' یہ نبوت کے خلاف نہیں۔ ۱۱۔ ظاہر یہ ہے کہ الیہ کی ضمیر موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یعنی آپ کو بھی ایسا محسوس ہوا کہ لاٹھیاں اور رسیاں چل رہی ہیں کیونکہ جادو کا اثر نبی کے خیال پر ہو سکتا ہے۔ ۱۲۔ حضرت موسیٰ کو ان کے جادو کا خوف نہ ہوا بلکہ خوف اس کا ہوا کہ اب میرا معجزہ اور جادو خلط ملط ہو جاویں گے۔ حق باطل سے ممتاز نہ ہوگا' کیونکہ میری لاٹھی بھی سانپ بنے گی اور انہوں نے بھی سانپ ہی بنا کر دکھا دیئے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو سانپوں سے ڈر نہ ہوا تھا' بلکہ اپنے غالب نہ ہونے کا اور معجزہ اور جادو کے خلط کا خوف تھا۔

ا۔ اس میں غیب کی خبر ہے کہ آئندہ ایسا ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کا عصا سب کچھ نگل گیا۔ اس سے پتہ لگا کہ جب لاٹھی سانپ کی شکل میں ہو گئی تو کھائے گی' پئے گی۔ مگر ہو گی لاٹھی۔ یہ کھانا' پینا اس کی اس شکل کا اثر ہو گا۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور ہیں جب بشری لباس میں آئے تو نوری بشر تھے' یہ کھانا' پینا' نکاح' وفات' اسی بشریت کے احکام ہیں' اور معراج کی سیر' وصال کے روزوں میں بھوک پیاس نہ لگنا وغیرہ نورانیت کی جلوہ گری ہے۔ دیکھو ہاروت و ماروت فرشتے جب شکل انسانی میں دنیا میں بھیجے گئے تو وہ کھاتے پیتے بھی تھے بلکہ ان میں عورت کی خواہش بھی تھی اس کے باوجود وہ نوری فرشتے تھے ۲۔ یعنی خود نہ گرے بلکہ توفیق

مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ

جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے وہ ان کی بناوٹوں کو نگل جائے گا ۱ وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر

سٰحِرٍ ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ

کا فریب ہے اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آوے تو سب جادوگر سجدے میں

سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى ﴿۷۰﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ

گرا لئے گئے ۲ بولے ہم اس پر ایمان لائے جو ہارون اور موسیٰ کا رب ہے ۳ فرعون بولا کیا تم

لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ

اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں ۴ بیشک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے

السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

تم سب کو جادو سکھایا ۵ تو مجھے قسم ہے ضرور میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف

وَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَاۤ

کے پاؤں کاٹوں گا اور تمہیں کھجور کے ڈنڈ پر سولی چڑھاؤں گا ۶ اور ضرور تم جان جاؤ گے کہ ہم

اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى ﴿۷۱﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا

میں کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے ۷ بولے ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے ان روشن

جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ

دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئیں ۸ ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم تو تو کر چک

اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ؕ ﴿۷۲﴾

جو تجھے کرنا ہے ۹ تو اس دنیا ہی کی زندگی میں تو کرے گا

اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَ مَاۤ اَكْرَهْتَنَا

بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے ۱۰ اور وہ جو تو نے ہمیں

عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ

مجبور کیا جادو پر ۱۱ اور اللہ بہتر ہے اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ۱۲ بیشک جو اپنے

ربانی نے گرایا کہ انہوں نے اس کے کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ادب کیا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے ادب سے ہدایت' ایمان سب کچھ ملتا ہے اور پیغمبر کی بے ادبی سے ساری نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کا واقعہ۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رب کی پہچان کا ذریعہ اور اس کی دلیل ہیں کہ انہوں نے عرض کیا کہ ہم حضرت موسیٰ و ہارون کے رب پر ایمان لائے۔ یعنی رب وہ ہے جسے یہ حضرات رب کہیں نہ کہ فرعون' اگرچہ اسے سارے فرعونی رب کہیں۔ اس لئے انہوں نے اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ کا رب کہا حالانکہ وہ سب کا رب ہے ۴۔ یعنی میری اجازت کے بغیر' کیونکہ فرعون سے ایمان کی اجازت کی توقع ہی نہ تھی۔ یہ ایسے ہے جیسے لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ ۵۔ یہ ہے حق کی ہیبت' کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کچھ نہ کہا' جو کہا جادوگروں سے کہا حالانکہ خود ہی کہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے استاذ ہیں ۶۔ یا تو فِیْ عَلٰی کے معنی میں ہے' یا مراد یہ ہے کہ تم کو سولی دے کر بہت عرصہ تک درخت کی شاخوں میں رکھوں گا کہ وہ درخت گویا تمہارا گھر بن جائے گا۔ ۷۔ میرا عذاب یا موسیٰ علیہ السلام کے رب کا۔ اس کے جواب میں جادوگروں نے کہا ۸۔ جادوگروں نے یہ غور کیا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا سانپ بن جانا بھی جادو سے تھا تو ہماری اتنی لاٹھیاں اور رسیاں کہاں گئیں کہ وہ عصا سب کو نگل گیا' اور اس کا وزن ایک ماشہ بھی نہ بڑھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم خواہ کوئی ہو اچھا ہے کہ اس سے کبھی ہدایت مل جاتی ہے۔ جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کی حقانیت اپنے جادو کے فن سے جانی۔ اور ایمان لے آئے ۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک نگاہ فیض سے کافر جادوگر' مومن پھر صحابی پھر صابر پھر شہید ہوئے کہ یہ سب کچھ ایک دن کے اندر ہو گیا۔ اس مدرسہ و معلم کے قربان' یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کے دل میں جرأت ہوتی ہے کہ جادوگروں نے مومن ہو کر فرعون سے کہہ دیا کہ جو ہو سکے تو کر لے۔ مرزا قادیانی لوگوں کے خوف سے حج نہ کر سکا۔ ۱۰۔ یعنی اس ایمان کی برکت سے اللہ ہمارے تمام گناہ بخش دے۔ معلوم ہوا کہ ایمان معافی سیئات کا ذریعہ ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب جادوگر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر راضی نہ تھے۔ فرعون کے مجبور کرنے پر مقابلہ میں آ گئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا مقابلہ تمام کفروں سے بدتر کفر ہے۔ کہ ان بزرگوں نے خطایا کے بعد اس جرم کا علیحدہ اور خصوصیت سے ذکر کیا ورنہ یہ بھی خطایا میں داخل تھا ۱۲۔ لہٰذا اللہ کا ثواب و عذاب بھی زیادہ باقی رہے گا۔ یہ کلام فرعون کے اس بکواس کا جواب تھا کہ تم دیکھ لو گے کہ کس کا عذاب زیادہ ٹھہرتا ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جادوگروں کو ایمان لاتے ہی سارے عقاید اسلامیہ کا لدنی علم عطا فرما دیا کہ انہوں نے عقائد کے ایسے اعلیٰ مسائل بغیر کسی سے سیکھے ہوئے بیان کئے۔ ۲۔ کہ انشاء اللہ جنت میں داخلہ ایمان سے ہو گا' اور بلندی درجات نیک اعمال سے ' اور یہ جنت کسی کے لئے ہے ' کسی کے طفیل بھی جنت ملے گی اور درجات بلند ہوں گے ' جیسے مومنوں کے بچے فوت شدہ اور دیوانے ۳۔ دل برے عقیدوں سے اور بدن برے اعمال سے ' وہ اول سے ہی جنت کا مستحق ہے اور جس کا دل تو پاک رہا مگر اعمال برے کرتا رہا وہ معافی یا سزا پانے کے بعد جنت میں پہنچے گا۔ اس کے بعد فرعون نے ان تمام بزرگوں کو سولی دے دی ' فرعون نے سب سے پہلے انہیں کو سولی دی ۴۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے لئے بددعا فرمائی ' رب نے قبول فرمائی۔ چالیس سال کے بعد اس کی قبولیت کا ظہور ہوا ' اور یہ حکم ہوا۔ معلوم ہوا کہ کبھی دعا کا اثر دیر سے بھی ہوتا ہے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قانون قدرت یہ ہے کہ رب کی قدرت اس کے پیاروں کے ہاتھوں پر ظاہر ہو ' تا کہ رب کی قدرت کے ساتھ ان کی عظمت کا بھی یقین ہو ' رب کو اس دریا کا خشک کرنا مقصود تھا ' مگر موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے اسے ظاہر کیا۔ دوسرے یہ کہ آپ کے عصا سے متضاد معجزے ظاہر ہوئے۔ اسی عصا سے پتھر سے پانی نکالا اور اسی سے دریا کا پانی خشک کیا۔ ۶۔ دریا میں ڈوب جانے کا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نویں محرم گزار کر عاشورہ کی اول شب میں چھ لاکھ ستر ہزار بنی اسرائیل کو لے کر دریائے قلزم کی طرف روانہ ہوئے (روح) صبح فرعون کو پتہ لگا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں بہت جماعت لے کر نکلا ' دوپہر کو بنی اسرائیل تک پہنچ گیا۔ ۷۔ جس کا مقدمتہ الجیش چھ لاکھ کی نفری تھی۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ فرعون اور سارے فرعونی لوگ کفر پر مرے ' فرعون کا ڈوبتے وقت ایمان لانا ' معتبر نہ ہوا۔ جو فرعون کو مومن مانے وہ قرآن کریم کی بہت سی آیات کا منکر ہے۔ ۹۔ عدو ' واحد و جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔ اس سے مراد فرعون اور سارے فرعونی ہیں ۱۰۔ یعنی جو مصر سے شام کو جاتا ہے ' اس کی دائیں طرف کا پہاڑی حصہ ' ورنہ پہاڑ کا دایاں بایاں نہیں ہوتا۔ رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ کوہ طور کے دائیں حصہ میں حاضر ہو کر اعتکاف فرمائیں اور توریت شریف لے جائیں۔ چونکہ نبی سے وعدہ ساری امت سے وعدہ ہوتا ہے اس لئے وعدہ کو سب کی طرف نسبت فرمایا ۱۱۔ جب تم میدان تیہ میں مقید کر دیئے گئے وہاں تمہارے کھانے پینے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ من میٹھا حلوہ تھا اور سلویٰ نمکین کباب جو قدرتی طور پر ان کو ملتا تھا۔

يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ ۖ لَا يَمُوتُ

رب کے حضور مجرم ہو کر آئے تو ضرور اس کے لئے جہنم ہے جس میں نہ

فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

مرے نہ جیے ۱ اور جو اس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے کہ اچھے

الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ﴿٧٥﴾ جَنَّاتُ

کام کئے ہوں تو انہیں کے درجے اونچے ۲ بسنے کے

عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ

باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں

وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّىٰ ﴿٧٦﴾ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ

اور یہ صلہ ہے اس کا جو پاک ہوا ۳ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو وحی کی

أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ

کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل ۴ اور ان کے لئے دریا میں سوکھا راستہ

يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ﴿٧٧﴾ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

نکال دے ۵ تجھے ڈر نہ ہو گا کہ فرعون آلے اور نہ خطرہ ۶ تو ان کے پیچھے فرعون پڑا

بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَأَضَلَّ

اپنے لشکر لے کر ۷ تو انہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپ لیا اور فرعون نے

فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ﴿٧٩﴾ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ

اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی ۸ اے بنی اسرائیل بے شک

أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ

ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی ۹ اور تمہیں طور کی داہنی طرف کا وعدہ

الْأَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ﴿٨٠﴾ كُلُوا مِنْ

دیا ۱۰ اور تم پر من اور سلویٰ اتارا ۱۱ کھاؤ جو پاک چیزیں

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ

ہم نے تمہیں روزی دیں اور اس میں زیادتی نہ کرو۱ کہ تم پر میرا غضب

غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾

اترے اور جس پر میرا غضب اترا بے شک وہ گرا ۲

وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ

اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی ۳ اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا

اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ

پھر ہدایت پر رہا ۴ اور تو نے اپنی قوم سے کیوں جلدی کی اے موسیٰ ۵ عرض کی کہ وہ

اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ

یہ ہیں میرے پیچھے اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کرکے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو ۶

فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾

فرمایا تو ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو بلا میں ڈالا ۷ اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ۸

فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ

تو موسیٰ اپنی قوم کی طرف پلٹا غصہ میں بھرا افسوس کرتا ۹ کہا اے میری قوم

اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ

کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ کیا تھا ۱۰ کیا تم پر مدت لمبی

الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

گزری ۱۱ یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اترے تو تم نے میرا

فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ

وعدہ خلاف کیا ۱۲ بولے ہم نے آپ کا وعدہ اپنے اختیار سے خلاف

بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا

نہ کیا ۱۳ لیکن ہم سے کچھ بوجھ اٹھوائے گئے ۱۴ اس قوم کے گہنے کے ۱۵ تو ہم نے انہیں ڈال دیا

۱۔ اس طرح کہ کل کے لئے کچھ بچا کر نہ رکھو۔ من و سلویٰ کھا کر گناہ نہ کرو' ایک دوسرے سے جنگ نہ کرو۔ ۲۔ دوزخ میں عذاب کے لئے' یا دنیا میں ذلیل و خوار ہوا۔ یا قرب الٰہی کی بلندی سے دوری حق کے غار میں گرا۔ ۳۔ یعنی گناہ کے مطابق توبہ کی۔ کفر سے توبہ ایمان لا کر' گناہ سے توبہ معافی چاہ کر' حقوق العباد سے توبہ وہ حقوق ادا کر کے' اور صاحب حق سے دیر کی معذرت کر کے ۴۔ حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ اب ہدایت اہل بیت کی محبت پر موقوف ہے۔ اسی طرح امام جعفر صادق سے منقول ہے (صواعق محرقہ) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ایمان و توبہ معتبر ہے جس پر خاتمہ نصیب ہو۔ یقیناً وہ کامیاب ہے' جو خیریت سے گئے۔ ۵۔ موسیٰ علیہ السلام رب سے ہمکلام ہونے کے لئے جب طور پر تشریف لے گئے۔ تو ستر بنی اسرائیل اپنے ہمراہ لے گئے تھے' قریب طور پہنچ کر شوق کلام الٰہی کا ایسا غلبہ ہوا کہ ان سب کو پیچھے چھوڑ کر اکیلے کوہ طور پر پہنچے۔ تب رب نے یہ سوال فرمایا۔ معلوم ہوا کہ کسی سے کچھ پوچھنا سائل کے بے علم ہونے کی دلیل نہیں' رب سب کچھ جانتا ہے مگر پھر سوال فرماتا ہے۔ ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اظہار شوق اور جذبۂ محبت اچھی چیز ہے۔ دوسرے یہ کہ اجتہاد جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ کبھی نبی بھی اجتہاد کرتے ہیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کا یہ اجتہاد تھا کہ جلدی چلو' اس سے رب راضی ہو گا۔ اور رب نے یہ حکم نہ دیا تھا ۷۔ یعنی جو بنی اسرائیل آپ مصر چھوڑ آئے تھے حضرت ہارون کی سرکردگی میں' وہ آزمائش میں پڑ گئے۔ ۸۔ چونکہ سامری ان لوگوں کی گمراہی کا سبب تھا اس لئے اسی کی طرف گمراہی کو نسبت فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ ہدایت دے سکتے ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے غصہ اور افسوس کرنا پیغمبر کی سنت ہے' اور اس پر ثواب ہے' بلکہ برائی دیکھ کر غصہ نہ کرنا جرم ہے ۱۰۔ یہاں حسنا سے مراد توراۃ شریف ہے۔ توراۃ شریف میں ایک ہزار سورتیں تھیں' ہر سورت میں ایک ہزار آیتیں۔ اس میں نور تھا۔ ہدایت تھی بنی اسرائیل کے لئے عزت تھی۔ ۱۱۔ یعنی میں ابھی چند روز گزرے کہ تمہارے پاس سے گیا ہوں۔ صرف چالیس دن طور پر قیام کیا ہے۔ اتنی تھوڑی مدت میں تم نے توحید کا سبق بھلا دیا۔ شرک میں مبتلا ہو گئے تو میری وفات کے بعد تمہارا کیا حال ہو گا۔ یا تم نے دیدہ دانستہ یہ جرم کیا اور غضب الٰہی کے مستحق ہو گئے ۱۲۔ اس طرح کہ تم نے مجھ سے دین پر قائم رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ پھر قائم نہ رہے ۱۳۔ بلکہ سامری کے بہکانے پر ہماری عقل ٹھکانے نہ رہی اور اس شرک میں مبتلا ہو گئے۔ ۱۴۔ اوزار جمع وزر کی ہے۔ وزر کے معنی ہیں بوجھ۔ وزیر کو اسی لئے وزیر کہتے ہیں کہ سلطنت کا اس پر بوجھ ہوتا ہے۔

۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ موذی' حربی' کافر کا مال اگر عاریۃً بھی اپنے پاس ہو تو اس پر قبضہ کر لیا جائے ان کی ہلاکت کے بعد۔ کیونکہ بنی اسرائیل نے جو طلائی زیور فرعونیوں سے عاریۃً مانگا واپس نہ کیا کہ واپس کرنے میں راز فاش ہو جاتا۔ اب وہ اس زیور کے قابض ہوئے مگر چونکہ ان کی شریعت میں غنیمت کا مال خود کھانا جائز نہ تھا اس لئے اسے بچھڑا بنانے پر خرچ کیا۔ اس خبیث سونے نے بھی بنی اسرائیل میں فساد ہی ڈالا۔ بروں کا مال بھی برا ہوتا ہے۔

ا۔ یعنی ہم نے اپنے پاس کے زیور آگ میں ڈالے گلانے کے لئے اور سامری نے اپنے قبضہ کا زیور ڈالا۔ سامری بنی اسرائیل کا ایک سنار اور قبیلہ سامرہ کا ایک عزت والا مرد تھا۔ ۲۔ اس بچھڑے کا بولنا حضرت جبریل کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک کے اثر سے تھا' نہ کہ کچھ سوراخوں کی وجہ سے جو اس کی ناک میں کئے گئے تھے۔ جس میں سے ہوا گزرتی اور سیٹی کی طرح آواز نکلتی کیونکہ یہ قرآن کریم کی اگلی آیت کے خلاف ہے ۳۔ اور رب کو ڈھونڈنے کوہ طور پر گئے۔ رب تو یہیں آگیا۔ ۴۔ خیال رہے کہ یہاں رب تعالیٰ نے نفع و نقصان کے مالک ہونے کی نفی فرمائی ہے' نہ کہ اس کے نافع و ضار ہونے کی کیونکہ دنیا کی ہر چیز خصوصاً "سونا نفع ضرور دیتا ہے۔ مگر

فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا

پھر اسی طرح سامری نے ڈالا ١ تو اس نے ان کے لئے ایک بچھڑا نکالا بے جان کا دھڑ ٢

لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾

گائے کی طرح بولتا تو بولے یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰ کا معبود تو موسیٰ تو بھول گئے ٣

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا

تو کیا نہیں دیکھتے کہ وہ انہیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور ان کے کسی برے بھلے کا اختیار

وَّلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ

نہیں رکھتا ٤ اور بیشک ان سے ہارون نے اس سے پہلے کہا تھا کہ اے میری قوم یوں ہی

اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ

ہے کہ تم اس کے سبب فتنہ میں پڑے اور بیشک تمہارا رب رحمٰن ہے ٥ تو میری پیروی کرو

وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى

اور میرا حکم مانو ٦ بولے ہم تو اس پر آسن مارے جمے رہیں گے جب تک ہمارے

يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ

پاس موسیٰ لوٹ کے آئیں ٧ موسیٰ نے کہا اے ہارون تمہیں کس بات نے روکا تھا جب

ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ

تم نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا تھا کہ میرے پیچھے آتے ٨ تو کیا تم نے میرا حکم نہ مانا کہا اے میرے ماں جائے

لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ

نہ میری داڑھی پکڑو ٩ اور نہ میرے سر کے بال مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہو گے کہ تم

فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ

نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور تم نے میری بات کا انتظار نہ کیا ١٠ موسیٰ نے

فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا

کہا اب تیرا کیا حال ہے اے سامری بولا میں نے وہ دیکھا جو لوگوں نے

نفع دینا اور ہے نفع کا مالک ہونا کچھ اور' الوہیت کا مدار دوسری چیز ہے نہ کہ پہلی۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۵۔ رحمٰن فرما کر یہ بتایا کہ اگر تم اب بھی توبہ کرو گے تو وہ قبول فرمالے گا کیونکہ رحمٰن ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے پیغمبر کی اطاعت ضروری ہے۔ نبی کی مخالفت کر کے توحید وغیرہ کام نہیں آتی۔ لطیفہ روافض کہتے ہیں کہ حضرت علی حضور کے بعد ایسے تھے جیسے حضرت ہارون' موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ' مگر پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے تقیہ کر کے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کر لی۔ حالانکہ حضرت ہارون نے تقیہ نہ فرمایا' اور بت پرستوں کے ساتھ شامل نہ ہوئے۔ تو بقول روافض حضرت علی' حضرت ہارون کی مثل نہ ہوئے۔ حضرت علی نے اس وقت نہ فرمایا کہ اتبعونی واطیعوا امری۔ ۷۔ یہ بہانہ بازی کے طور پر کہا تھا نہ کہ توبہ کے وعدے پر' اگر توبہ کا ارادہ ہوتا تو آج ہی کر لیتے۔ یہ سن کر حضرت ہارون بارہ ہزار مومن اسرائیلیوں کے ساتھ ان مرتدین سے علیحدہ ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام واپسی پر یہ بت پرستی ملاحظہ فرما کر طیش میں آگئے اور اس حالت میں حضرت ہارون کے سر کے بال داہنے ہاتھ میں اور داڑھی شریف بائیں ہاتھ میں پکڑ کر فرمانے لگے ۸۔ یعنی تم فوراً کوہ طور پر پہنچ کر مجھے ان کی حرکات کی خبر دیتے ۹۔ اس سے پتہ چلا کہ داڑھی ایک مشت ہونی چاہیے یعنی چار انگل جو پکڑنے میں آسکے۔ یہ ہی سنت انبیاء ہے۔ حضور وضو میں داڑھی کا خلال فرماتے تھے اور داڑھی میں خلال جب ہی ہو سکتا ہے کہ بڑی ہو۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بزرگ غلطی سے سزا دے دے تو قصاص نہیں۔ استاذ' باپ' نبی پر قصاص نہیں ہوتا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون پر بلا قصور یہ سختی کر دی مگر قصاص نہ لیا گیا' نہ رب نے انہیں معافی مانگنے کا حکم دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کی آپس کی جنگ میں چھوٹوں کی دخل دینے کا حق نہیں۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے اس واقعہ پر قیاس آرائی کرے۔ اسی طرح صحابہ کرام کی جنگوں کا حال ہے کہ مسلمان اس میں بحث نہ کریں حضور کا اپنے کو قصاص کے لئے پیش فرمانا تعلیم عدل کے لئے تھا ۱۱۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے غضب کے جوش اور حالت بے خودی میں حضرت ہارون کی داڑھی پکڑی۔ کچھ تحقیقات نہ فرمائی تھی۔

ا۔ یعنی میں نے حضرت جبریل کو دیکھا یا ان کی گھوڑی کی خاک کی تاثیر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی تھی۔ اگرچہ اس دن حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ظہور آئے گے کہ ان کی گھوڑی فرعون کے گھوڑے نے بھی دیکھ لی تھی۔ لیکن گھوڑی کی ٹاپ سے گھاس اگتی لوگوں نے نہ دیکھی صرف سامری نے دیکھی۔ ادھر اور کسی کا دھیان نہ گیا۔
۲۔ جس سے بچھڑے میں جان پیدا ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ حضرت جبریل کے گھوڑے کی ٹاپ کی خاک زندگی بخش ہے مگر چونکہ سونا فرعونیوں کا تھا اس لئے بچھڑے کی

بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا

نہ دیکھا تھا تو ایک مٹھی بھر لی فرشتہ کے نشان سے پھر اسے ڈال دیا ۱؎

وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ

اور میرے جی کو یہی بھلا لگا ۲؎ کہا تو چلتا بن کہ دنیا کی زندگی میں

فِی الْحَیٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ

تیری سزا یہ ہے کہ تو کہے چھو نہ جا ۳؎ اور بیشک تیرے لئے ایک وعدہ کا وقت

تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ

ہے ۴؎ جو تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور اپنے اس معبود کو دیکھ کہ جس کے سامنے تو دن بھر آسن مارے رہا قسم

ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ

ہے ہم ضرور اسے جلائیں گے پھر ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہائیں گے ۵؎ تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے

اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ

جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کو اس کا علم محیط ہے ۶؎ ہم ایسا ہی تمہارے سامنے اگلی خبریں

اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ ۚۖ مَنْ

بیان فرماتے ہیں ۸؎ اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ذکر عطا فرمایا ۹؎ جو

اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ ۙ خٰلِدِیْنَ

اس سے منہ پھیرے تو بیشک وہ قیامت کے دن ایک بوجھ اٹھائے گا ۱۰؎ وہ ہمیشہ

فِیْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ ۙ یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ

اس میں رہیں گے ۱۱؎ اور وہ قیامت کے دن ان کے حق میں کیا ہی برا بوجھ ہوگا جس دن صور

وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىٕذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ ۚۖ یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ اِنْ

پھونکا جائے گا اور ہم اس دن مجرموں کو اٹھائیں گے نیلی آنکھیں ۱۲؎ آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں

لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

گے کہ تم دنیا میں نہ رہے مگر دس رات ۱۳؎ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے جب کہ ان میں سب سے بہتر رائے

کی آواز سے لوگ گمراہ ہوئے' ہدایت پر نہ آئے۔ اسی طرح قرآن و حدیث جب بے دینوں کی زبان سے نکلے تو اس سے لوگ گمراہ ہوں گے' ہدایت پر نہ آئیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بچھڑے کی ناک' منہ میں سوراخ نہ تھے جس سے بانسری کی طرح آواز نکلتی بلکہ حضرت جبریل کے گھوڑے کی ٹاپ کی خاک کی تاثیر تھی۔ جب حضرت جبریل کی گھوڑی کی خاک بے جان سونے میں جان پیدا کر سکتی ہے تو بزرگوں کے قدموں کی خاک مردہ دلوں کو ضرور زندہ کر دیتی ہے۔ ۳۔ یعنی جو کچھ میں نے کیا اپنی نفسانی خواہش سے کیا نہ تو کسی نے مجھے کہا' نہ مجھے الہام ہوا۔ چونکہ سامری کے اس کلام میں ندامت و شرمندگی کی جھلک تھی۔ اس لئے آپ نے اسے قتل نہ فرمایا۔ ورنہ مرتد کی سزا قتل ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی زبان' کن کی کنجی ہوتی ہے جو ان کے منہ سے نکل جائے وہ باذن اللہ ہو کر رہتا ہے۔ چنانچہ سامری کے جسم میں یہ تاثیر پیدا ہو گئی کہ جو کوئی اسے چھو جاتا' اسے بھی بخار آ جاتا اور خود سامری کو بھی۔ لہٰذا سامری لوگوں سے کہتا تھا کہ مجھے نہ چھونا۔ مجھ سے علیحدہ رہنا۔ اور جانوروں کی طرح سب سے علیحدہ رہتا تھا جیسا کلیم اللہ کے منہ سے نکلا ویسا ہو کر رہا ۵۔ یعنی عذاب آخرت اس کے علاوہ ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سامری نے توبہ نہ کی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سامری کے انجام سے خبردار تھے' کہ کافر مرے گا۔ عذاب ہو گا وغیرہ ۶۔ معلوم ہوا کہ بت یا لہو کے آلات توڑ دینے پر ضمان واجب نہیں ہوتا۔ اگر کوئی کسی شرابی کی شراب پھینک دے یا ڈھول پھاڑ دے تو اس پر قیمت واجب نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس بچھڑے کی قیمت نہیں لی گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان چیزوں کا فنا کرنا تبلیغ ہے' مال برباد کرنا نہیں ۷۔ غالب یہ ہے کہ یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کا ہے' اور ممکن ہے کہ رب تعالیٰ کا کلام ہو' اہل عرب سے خطاب فرماتے ہوئے ۸۔ تمہارے علم کے لئے نہیں' بلکہ لوگوں کو سنانے کے لئے' ورنہ تم کو تو علم لدنی بخشا گیا جیسا کہ اگلی آیت میں ارشاد ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ حضور کو علم لدنی عطا ہوا جس سے آپ پہلے ہی سے عالم کے حالات سے خبردار تھے' یہ قرآن اس علم کا بیان ہے اور لوگوں کی تعلیم کے لئے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور حضور فرماتے ہیں فَتَجَلّٰی لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتُ اور فرماتا ہے تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۱۰۔ اپنے کفر اور گناہوں کا۔ اور جسے گمراہ کیا ہے' ان کی گمراہی و گناہوں کا بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار تمام گناہوں کا بوجھ نہ اٹھائیں گے۔ ان کے کل یا بعض گناہوں میں معافی بھی ہو جائے گی انشاء اللہ ۱۱۔ عذاب کی ہمیشگی صرف کفار کے لئے ہے۔ مسلمان اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو' اسے ہمیشہ عذاب نہ ہو گا۔ ۱۲۔ قیامت میں کفار کی چند کھلی علامتیں ہوں گی۔ منہ کالا' آنکھیں نیلی' ہاتھ بندھے ہوئے۔ نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں' اور مومن کا حال اس کے برعکس ہو گا۔ لہٰذا قیامت میں کافر و مومن کی پہچان ہر شخص کو ہو

(بقیہ صفحہ ۵۰۸) گی جو کہے کہ حضور کافر و مومن کو نہ پہچان سکیں گے وہ اس آیت کے خلاف ہے ۱۳۔ قیامت میں کفار کا تخمینہ ہو گا۔ آخرت کی ہولناکیوں کو دیکھ کر کفار دنیاوی عیش و آرام کو بہت تھوڑا محسوس کریں گے۔

۱۔ شان نزول۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی ثقیف کے ایک شخص نے حضور سے عرض کیا کہ قیامت میں پہاڑوں کا کیا حال ہو گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ میں حضور کا ایسا درجہ ہے کہ حضور سے سوال ہو تو رب تعالیٰ جواب دیتا ہے۔ روح البیان نے فرمایا کہ دنیا میں کل بڑے پہاڑ

طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ

رکھنے والا کہے گا کہ تم صرف ایک ہی دن رہے تھے۔ اور تم سے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں ۱؎

فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾

تم فرماؤ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کر کے اڑائے گا ۲؎ تو زمین کو پٹ پر ہموار کر چھوڑے گا

لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ

کہ تو اس میں نیچا اونچا کچھ نہ دیکھے اس دن پکارنے والے کے پیچھے دوڑیں گے ۳؎ اس

الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ

میں کجی نہ ہو گی اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور پست ہو کر رہ جائیں گی ۴؎ تو

فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا

تو نہ سنے گا مگر بہت آہستہ آواز ۵؎ اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی ۶؎ مگر اسکی

مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا

جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے ۷؎ اور اس کی بات پسند فرمائی وہ جانتا ہے جو

بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾

کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ۸؎ اور ان کا علم اسے نہیں گھیر سکتا

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ

اور سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور ۹؎ اور بیشک نامراد رہا جس

ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا

نے ظلم کا بوجھ لیا اور جو کچھ نیک کام کرے اور ہو مسلمان ۱۰؎ تو اسے نہ

يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ

زیادتی کا خوف ہو گا نہ نقصان کا ۱۱؎ اور یونہی ہم نے اسے عربی قرآن اتارا ۱۲؎ اور

صَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ

اس میں طرح طرح سے عذاب کے وعدے دیئے کہ کہیں انہیں ڈر ہو یا ان کے دل میں کچھ سوچ

چھ ہزار چھ سو تیس ہیں ۲۔ اس طرح کہ صور کی پہلی آواز پر پہاڑ پھٹ جائیں گے۔ پھر ہوا میں اون کی طرح اڑیں گے' پھر ریزہ ریزہ ہو کر ذرات کی طرح زمین پر گر جائیں گے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ مختلف آیتوں میں پہاڑوں کے مختلف حالات بیان ہوئے ۳۔ یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام کی آواز جو بذریعہ صور نفخہ ثانیہ کے وقت ہو گی۔ اور تمام جگہ پہنچے گی۔ سب زندہ ہو کر دوڑیں گے۔ ۴۔ یعنی رب تعالیٰ کی ہیبت کی وجہ سے تمام محشر میں خاموشی اور سناٹا ہو گا۔ یہ محشر کا پہلا حال ہو گا۔ عرض و معروض کرنا' آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ گچھ بعد میں ہو گی' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۵۔ قدموں کی آہٹ' چلنے کی سرسراہٹ یا تو قبروں سے میدان محشر کی طرف' یا خود میدان محشر میں شفیع کی تلاش میں یا اور کسی وجہ سے ۶۔ یعنی کفار کے لئے شفاعت ہو گی ہی نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کے لئے شفاعت تو ہو مگر نفع نہ ہو۔ کیونکہ سالبہ موضوع نہ ہونے سے بھی صادق آ جاتا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں شفاعت سے مراد عذاب سے نجات ملنے کی شفاعت ہے' ورنہ بعض کفار کو تخفیف عذاب کی شفاعت ہو گی۔ ابو طالب بہت ہلکے عذاب میں ہوں گے ۷۔ یعنی انہیں پہلے ہی سے شفاعت کی اجازت مل چکی ہے اور ان کا لقب شفیع المذنبین ہو چکا ہے' قیامت میں کلام کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بارگاہ میں سجدہ فرمائیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بخشش کی شفاعت کے لئے دو شرطیں ہیں۔ ایک شفیع کا محبوب ہونا' دوسرے مشفوع کا مومن ہونا۔ پہلے کا ذکر من اذن میں ہے دوسرے کا ذکر و رضی میں ۸۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے گزشتہ و آئندہ حالات جانتا ہے مگر مخلوق خدا کی ذات و صفات اور اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ یا شفیع المذنبین مخلوق کے اگلے پچھلے حالات جانتے ہیں مگر مخلوق ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ بغیر علم شفاعت ناممکن ہے۔ جیسے طبیب بغیر مرض پہچانے علاج نہیں کر سکتا۔ (روح البیان۔ 'آیۃ الکرسی) ۹۔ یعنی ہر کافر و مومن عاجزی کا اظہار کرے گا۔ کسی میں تکبر نہ رہے گا۔ مگر کفار کا یہ عجز کام نہ آوے گا کیونکہ وہ دنیا میں سرکش رہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال قبول ہونے کے لئے ایمان شرط ہے' ہاں ایمان لانے کے بعد کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی قبول ہو جاتی ہیں' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خیال رہے کہ قبول اور جواز میں فرق ہے۔ ۱۱۔ وہاں ظلم کا خوف تو کافر کو بھی نہ ہو گا۔ البتہ نقصان کا خطرہ ہو گا۔ یا ظلم سے مراد کافر کے ظلم ہیں جو اس نے اپنے نفس اور دوسروں پر کئے نہ کہ رب کے ظلم کا خوف۔ یا ظلم سے مراد بالکل جزا نہ ملنا ہے اور ہضما سے مراد ثواب کم ملنا ہے۔ ۱۲۔ یعنی جیسے اور انبیاء کرام پر کتابیں ان کی زبانوں میں آئیں' ایسے ہی ان محبوب پر کتاب عربی میں آئی۔

ا۔ شان نزول؛ جبریل علیہ السلام جب قرآن لے کر حاضر ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ و سلم ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے اور جلدی فرماتے تھے تا کہ قرآن کریم کے الفاظ بھول نہ جائیں۔ تب یہ آیت کریمہ ' نازل ہوئی جس میں وعدہ فرمایا گیا کہ آپ بھولیں گے نہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم سے کبھی سیر نہ ہونا چاہیے۔ علم کی حرص اچھی ہے۔ دیکھو نبی صلی اللہ علیہ و سلم تمام مخلوق میں بڑے عالم ہیں مگر انہیں حکم دیا گیا کہ زیادتی علم کی دعا مانگو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا علم ہمیشہ ترقی میں ہے رب فرماتا ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى یعنی ہر آخر گھڑی پہلی گھڑی سے اچھی ہے ۳۔ کہ یہ ممنوعہ درخت کھانا تو درکنار اس کے قریب بھی نہ

لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ

پیدا کرے تو سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ اور قرآن میں جلدی نہ کرو ۱؎

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ

جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہولے اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ ۲؎

عِلْمًا ﴿١١٤﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِىَ وَلَمْ نَجِدْ

دے ۳؎ اور بیشک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا ۴؎ تو وہ بھول گیا اور ہم

لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا

نے تو اس کا قصد نہ پایا ۵؎ اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدہ میں

اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ

گرے مگر ابلیس اس نے نہ مانا ۶؎ ہم نے فرمایا اے آدم بیشک یہ تیرا اور تیری بی بی کا

وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ

دشمن ہے تو ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے پھر تو مشقت میں پڑے ۷؎ بیشک

لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَ

تیرے لئے جنت میں یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہو نہ ننگا اور یہ کہ تجھے نہ اس میں پیاس لگے

لَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ

نہ دھوپ ۸؎ تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا ۹؎ بولا اے آدم کیا میں

اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ

تمہیں بتادوں ہمیشہ جینے کا پیڑ ۱۰؎ اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے ۱۱؎ تو ان دونوں نے

لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫

اس میں سے کھا لیا اب ان پر انکی شرم کی چیزیں ظاہر ہوئیں ۱۱؎ اور جنت کے پتے اپنے

وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۪ۖ ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ

اوپر چپکانے لگے ۱۲؎ اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی ۱۳؎

جانا ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ آدم علیہ السلام نے عمداً" گندم نہ کھائی بلکہ وجہ ممانعت سمجھنے میں خطا ہو گئی۔ لہٰذا وہ گنہگار نہیں' دوسرے یہ کہ ہم جیسوں کے لئے بھوک چوک معاف ہے مگر انبیاء کرام پر اس سے بھی عتاب ہو جاتا ہے' ان کی عظمت شان کی وجہ سے۔تیسرے یہ کہ کوئی شخص اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے۔آدم علیہ السلام معصوم تھے اور جنت جگہ محفوظ تھی۔ پھر بھی ابلیس کا داؤ چل گیا تو ہم کس شمار میں ہیں ۵۔ عقیدۃً" اور قولاً" اور عملاً" اس نے رب کے حکم کو غلط سمجھا ۶۔ کہ دنیا میں جاکر تم کو روزی کمانی پڑے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام اسی مشہور جنت میں رکھے گئے تھے جو بعد قیامت نیکوں کو عطا ہو گی۔ کوئی دنیاوی باغ نہ تھا۔ کیونکہ اس باغ میں تو دھوپ بھی ہوتی ہے اور وہاں بھوک بھی لگتی ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم کا جنت میں یہ داخلہ جزاء و عمل کے لئے نہ تھا' بلکہ انہیں تربیت دینے کو تھا کہ جنت دیکھ کر آئیں اور دنیا کو اسی طرح آباد کریں اور بنائیں' جیسے اسکول میں طلبا کا رہنا جب جزا کے لئے داخلہ ہو گا نہ نکالا جائے گا ۔خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۹۔ اس وقت تک شیطان کا جنت میں جانا بالکل بند نہ ہوا تھا۔ کبھی کبھی چوروں کی طرح وہاں پہنچ جاتا تھا اس لئے آپ اس سے منع فرمایا تھا تب تمہارا معدہ اسے ہضم کرنے کے لائق نہ تھا اب تم میں کافی طاقت آچکی ہے اسے ہضم بھی کر سکو گے لہٰذا وہ ممانیت وقتی تھی جس کی معیاد ختم ہو چکی (از تفسیر عزیزی) اس صورت میں آدم علیہ السلام پر یہ اعتراض نہیں کہ انہیں رب کی ممانعت یاد تھی پھر کیوں کھالیا۔ ۱۱۔ لہما سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم و حوا کے ستر جنات یا شیطان پر نہ کھلے صرف ایک دوسرے پر کھلے کیونکہ جنتی لباس ان سے اتار لیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی خاوند ایک دوسرے کے سامنے برہنہ نہ رہا کریں کہ بے حیائی ہے ۱۲۔ انجیر کے پتے۔ معلوم ہوا کہ حیا' شرم اور ستر چھپانا انبیاء کرام کی سنت ہے ۱۳۔ یعنی جس مقصد کے لئے گندم کھائی تھی وہ حاصل نہ ہوا یعنی حیات دائمی خیال رہے کہ انبیاء کرام کے عصیان کے معنی گناہ نہیں بلکہ لغزش و خطا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے لئے وجہ اور ید کے معنی یہ ہاتھ پاؤں نہیں۔کسی چیز کے معنی منسوب الیہ کے لحاظ سے ضروری ہیں۔ آنکھ بیٹھ گئی۔ گلا بیٹھ گیا۔ دکان بیٹھ گئی۔ دل بیٹھ گیا۔ رعب بیٹھ گیا۔ ان میں بیٹھنے کے معنی الگ الگ ہیں۔

وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

پھر اسے اسکے رب نے چن لیا تو اس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائی تم دونوں مل کر جنت سے اترو تم میں ایک

عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ

دوسرے کا دشمن ہے ۱ پھر اگر تم سب کو میری طرف سے ہدایت آئے ۲ تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا

فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ

وہ نہ بہکے نہ بدبخت ہو ۳ اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اس کے

لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ

لئے تنگ زندگانی ہے ۴ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے ۵ کہے گا

رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ

اے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا اٹھایا میں تو انکھیارا تھا فرمائے گا یونہی تیرے پاس

اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ

ہماری آیتیں آئی تھیں ۶ تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا ۷ اور

نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں جو حد سے بڑھے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور بیشک

اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ

آخرت کا عذاب سب سے سخت تر اور سب سے دیرپا ہے ۸ تو کیا انہیں اس سے راہ نہ ملی کہ ہم نے ان سے

يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ ع

پہلے کتنی سنگتیں ہلاک کر دیں کہ یہ ان کے بسنے کی جگہ چلتے پھرتے ہیں ۹ بیشک اس میں نشانیاں ہیں

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ

عقل والوں کو ۱۰ اور اگر تمہارے رب کی ایک بات نہ گزر چکی ہوتی ۱۱ تو ضرور عذاب انہیں لپٹ جاتا اور

مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

اگر نہ ہوتا ایک وعدہ ٹھہرایا ہوا ۱۲ تو انکی باتوں پر صبر کرو ۱۳ اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اسکی پاکی بولو

۱۔ یعنی تمہاری اولاد بعض بعض کی دشمن ہوگی۔ مومن کافر کی سعید، شقی کے دشمن، نیز دنیاوی امور میں بعض بعض کے دشمن ہوں گے ۲۔ یہ اگر، رب تعالیٰ کے لئے شک کے واسطے نہیں بلکہ بندہ کے لئے ہے۔ کیونکہ بعض کو پیغمبر کی تعلیم پہنچے گی اور بعض کو نہیں۔ دیوانے، فترت والے لوگ اس تعلیم سے محروم رہیں گے ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت کرنے والا نہ دنیا میں بھٹکے، اور نہ آخرت میں بدنصیب ہو، ان کا دامن رحمت دنیا و دین میں جائے امن ہے۔ ۴۔ دنیا کی زندگی یا قبر کی یا آخرت کی، دنیا کی زندگی کی تنگی یہ ہے کہ نیک اعمال کی توفیق اور قناعت نصیب نہ ہو۔ حرص کی وجہ سے آرام نہ کر سکے ۵۔ یعنی قبر سے اٹھ کر میدان محشر تک اندھا ہو گا اور ٹھوکریں کھاتا ہوا یا سر کے بل وہاں پہنچے گا۔ پھر اس کی آنکھوں میں روشنی دے دی جائے گی دوسری جگہ فرماتا ہے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ. لہٰذا ان دونوں آیتوں میں مخالفت نہیں علیحدہ علیحدہ وقت اور علیحدہ علیحدہ جگہ کا ذکر ہے۔ ۶۔ کتاب اللہ کی آیتیں یا رب تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل اور قوی حجتیں، تو نے ان میں غور نہ کیا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے گناہ کا عذاب دنیا و آخرت میں پڑتا ہے یونہی نیکی کا فائدہ دونوں جہان میں ملتا ہے۔ جو مسلمان پنج گانہ نماز باجماعت کی پابندی کرے اسے رزق میں برکت، قبر میں فراخی نصیب ہوگی۔ صراط پر آسانی سے گزرے گا۔ جو جماعت کا تارک ہو گا۔ اس کی کمائی میں برکت نہ ہو گی۔ چہرے پر صالحین کے آثار نہ ہوں گے۔ لوگوں کے دلوں میں اس سے نفرت ہو گی۔ پیاس و بھوک میں جان کنی اور قبر کی تنگی میں مبتلا ہو گا۔ حساب سخت ہو گا ۸۔ لہٰذا جو اس عذاب سے بچنا چاہتا ہے وہ دنیا میں عبادات و ریاضات کی مشقت برداشت کرے۔ ۹۔ کفار مکہ تجارتی سفروں میں ان برباد شدہ قوموں کی بستیوں میں چلتے پھرتے تھے کیونکہ خاص مکہ معظمہ میں کسی قوم پر عذاب نہ آیا۔ اصحاب فیل پر مکہ معظمہ کے جنگل میں عذاب آیا جہاں عمارت نہ تھی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ جس عقل کے ذریعہ عبرت حاصل نہ ہو وہ بے عقلی ہے اگرچہ دنیاوی کاموں میں کتنی ہی تیز ہو ۱۱۔ وہ بات یہ کہ تمہاری امت دعوت پر دنیاوی عام عذاب نہ آئے گا۔ آخرت میں ہو گا جو بھی ہو گا ۱۲۔ قیامت کی آمد پر۔ ۱۳۔ یعنی صبر پر قائم رہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے صبر فرماتے تھے۔ یہ ایسا ہے جیسے رب فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا یعنی اے ایمان والو! ایمان پر قائم رہو یا اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے۔ اگر آیت کا منشاء یہ ہے کہ کفار کی اذیتیں جھیلتے رہو۔ انہیں کچھ نہ کہو، تو یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے۔

ع ۱۲ / ۱۶

ا۔ یہاں تسبیح و تحمید سے مراد نماز ہے۔ جز بول کر کل مراد لیا گیا ہے۔ فقط تسبیح و تحمید بھی ان اوقات میں بہت افضل ہے اگرچہ جائز ہر وقت ہے۔ ان دونوں جملوں میں نماز فجر و عصر مراد ہے۔ اور رات کی گھڑیوں میں نماز عشاء اور دن کے کناروں سے فجر و مغرب مراد چونکہ نماز فجر زیادہ اہم ہے اس لئے اس کی طرف دو دفعہ اشارہ فرمایا ۲۔ اس میں نماز پنج گانہ کی طرف اشارہ ہے لَعَلَّكَ تَرْضٰى سے معلوم ہوا کہ ہماری نمازوں اور حضور کی نمازوں کے مقاصد میں فرق ہے۔ ہماری نمازیں گناہ کی معافی کے لئے ہیں۔ حضور کی نمازیں ترقی درجات کے لئے۔ کہ فرمایا لَعَلَّكَ تَرْضٰى آپ کے درجات یہاں تک بڑھیں کہ آپ خوش ہو جاویں ۳۔ یعنی کافروں کی

طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ

سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے ا اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو

وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ

اور دن کے کناروں پر اس امید پر کہ تم راضی ہو ۲ اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا

اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کیلئے دی ہے ۳ جیتی دنیا کی تازگی

لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ

تاکہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب سے دیر پا ہے ۴ اور

بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ

اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ ۵ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے

وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ

روزی دیں گے ۶ اور انجام کا بھلا پرہیزگاری کیلئے ۷ اور کافر بولے یہ اپنے رب کے پاس سے کوئی

رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ

نشانی کیوں نہیں لاتے ۸ اور کیا انہیں اس کا بیان نہ آیا جو اگلے صحیفوں میں ہے ۹ اور اگر ہم

اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ

انہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے

اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ

ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اس کے کہ ذلیل و رسوا

نَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ

ہوتے ۱۰ تم فرماؤ سب راہ دیکھ رہے ہیں تو تم بھی راہ دیکھو تو اب جان جاؤ گے

مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

کہ کون ہیں سیدھی راہ والے اور کس نے ہدایت پائی ۱۱

ع ۸ / ۱۷

دولت و اولاد وغیرہ کو لالچ و وقعت کی نظر سے نہ دیکھو۔ یہ رحمت کی شکل میں عذاب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے مال و دولت پر غبطہ و رشک کرنا جائز ہے۔ اگر رب تعالیٰ حضرت عثمان کے دسترخوان کا ریزہ ہم کو بھی دے تو ہم بھی صدقات و خیرات کریں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۴۔ جو دنیا و آخرت میں مومن کو ملتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن کا رزق دائمی ہے۔ وہ صدقہ و خیرات کرکے ہمیشہ نفع پاتا ہے۔ ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گھر میں رہنے والے تمام لوگ انسان کے اہل کہلاتے ہیں۔ بیویاں، اولاد، بھائی برادر وغیرہ دوسرے یہ کہ نمازی کامل وہ نہیں جو صرف خود نماز پڑھ لیا کرے۔ بلکہ وہ ہے جو خود بھی نمازی ہو اور اپنے سارے گھر والوں کو نمازی بنا دے۔ تیسرے یہ کہ حکم نماز کی نوعیتیں جداگانہ ہیں۔ چھوٹے بچوں اور بیوی کو مار کر نماز پڑھائے۔ بھائی برادر کو زبانی حکم دے۔ ۶۔ یعنی تجھے تیری اور تیری اولاد کی روزی کا ذمہ دار نہیں بنایا۔ اس کے کفیل ہم ہیں۔ اس آیت کا منشا یہ نہیں کہ انسان کمانا چھوڑ دے۔ کمائی کرنے کا حکم قرآن و حدیث میں بہت جگہ آیا ہے۔ منشاء یہ ہے کہ کمائی کی فکر میں آخرت سے غافل نہ ہووے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال سے روزی غیب سے ملتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۸۔ یعنی جن کا ہم مطالبہ کرتے ہیں جیسے سونے کا پہاڑ اور مکہ معظمہ کی زمین کا سبزہ زار ہو جانا۔ ۹۔ یعنی حضور کی تشریف آوری کی بشارت گذشتہ کتابوں میں ہونا اور پھر آپ کے دست مبارک پر ایسے معجزات ظاہر ہوئے جو اس سے پہلے کسی کے ہاتھ پر ظاہر نہ ہوئے تھے، ایمان لانے کے لئے کافی ہیں۔ ۱۰۔ یعنی اے محبوب اگر ہم بغیر نبی بھیجے کفار پر عذاب بھیج دیتے تو یہ لوگ شکایت کرتے کہ مولیٰ ہم میں کوئی رسول بھیجا ہوتا۔ پھر اگر ہم اس کی اطاعت نہ کرتے تو عذاب کے مستحق ہوتے اب انہیں اس شکایت کا بھی موقعہ نہیں ۱۱۔ بدر و احزاب وغیرہ میں جو عذاب مشرکین پر آئے وہ حضور کی تشریف آوری کے بعد آئے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۲۔ شان نزول، مشرکین عرب کہا کرتے تھے کہ ہم زمانے کے انقلاب کے منتظر ہیں کہ مسلمانوں پر کب آئیں اور یہ ہلاک ہوں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔